بیعتِ رضوان

◎ بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں، اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے پس جو اس عہد کو توڑ دے گا سو توڑنے کا وبال خود اسی پر ہو گا اور جو وہ عہد پورا کرے گا جو اس نے اللہ سے کیا ہے، سو عنقریب وہ اسے بہت بڑا اجر دے گا۔

(الفتح ۱۰)

◎ بے شک اللہ مسلمانوں سے راضی ہُوا، جب وُہ آپؐ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے، پھر اس نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس اس نے ان پر اطمینان نازل کر دیا اور انہیں جلدی ہی فتح دے دی اور بہت سی غنیمتیں بھی دے گا جنہیں وہ لیں گے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

(الفتح ۱۸-۱۹)

کیوں
دو چار ہوتے
ح ورکروں
سلامتی کا
ڈھاک کے
کل کے
ہیں۔ پاکستان
کرہ مقصود

ہدیہ: ڈیڑھ روپیہ
اکتوبر ۱۹۸۱

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۲۷ ٭ شمارہ ۱۶
۲۴ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ ٭ ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

٭

سرپرست الادارہ
پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مدیر منتظم
مولوی محمد اجمل قادری
مدیر
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل	سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰
اشتراک	سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱/۵۰

اتحاد.....؟

چودھری ظہور الٰہی مرحوم کے سانحہ قتل کے بعد مختلف جماعتوں کے سربراہوں نے آپس میں ایک بار پھر "باہمی اتحاد" کے لئے گفتگو شروع کر دی ہے۔ اس ضمن میں اخبارات میں بعض جماعتی رہنماؤں کی آپس میں ملاقاتوں کی خبریں بھی شائع ہوئی ہیں اور بعض حلقوں کی طرف سے ایسی آوازیں بھی اُٹھ رہی ہیں کہ ۱۹۷۷ء میں قائم ہونے والے قومی اتحاد میں شامل جماعتوں کو کم از کم فوری طور پر اکٹھا ہو جانا چاہیئے۔

اتفاق و اتحاد اللہ تعالےٰ کی عظیم نعمت ہے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی آخری اور لازوال کتاب میں اس نعمت کا بار بار ذکر کیا ہے۔ اور ان لوگوں کو اخروی رسوائی اور ذلت کا مژدہ سنایا ہے۔ جو اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر نہیں کرتے اور آپس میں اُلجھتے رہتے ہیں۔ اس اعتبار سے اتفاق و اتحاد کے لئے ہونے والی کسی بھی کوشش کا خیر مقدم کرنا ہر ذی شعور انسان کا فرض ہے۔

ہم ان کوششوں کا خیر مقدم تو ضرور کریں گے لیکن اگر گستاخی معاف ہو تو یہ بھی عرض کریں گے کہ وہ لوگ جنہیں قوم کی قیادت و رہنمائی کا زعم ہے انہوں نے اتحاد و اتفاق کو اپنی ضرورت کیوں بنا لیا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ جب یہ لوگ خطرات سے دوچار ہوتے ہیں تو انہیں اتفاق یاد آنے لگتا ہے قوم کے سادہ لوح ورکروں کے دروازوں پر یہ دستک دیتے ہیں اور ملک و قوم کی سلامتی کا غم انہیں دبلا کرنے لگتا ہے۔ لیکن چندے بعد پھر وہی ڈھاک کے تین پات "کل کے دوست اور اتحادی ایک دوسرے کے دشمن نظر آنے لگتے ہیں۔ پاکستان کی مختصر تاریخ میں کئی مواقع پر اتحاد ہوتے ان سب کا تذکرہ مقصود

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا احمد علی قدس سرہٗ

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (متفق علیہ)

انس رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اے اللہ! جنوں کے خبیث مردوں اور عورتوں کے شر سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

تشریح: خُبُث، خَبِیث کی اور خَبَائِث، خَبِیثَۃ کی جمع ہے۔ خُبُث سے مراد شیطانوں کے مرد اور خبائث سے مراد شیطانوں کی عورتیں ہیں۔ (فتح الباری)

یہ دعا بیت الخلاء میں قدم ...نے سے پہلے پڑھی جائے۔ تاکہ ...ن اس کی شرمگاہ سے کوئی ...نہ حرکت کریں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ۔ (متفق علیہ)

ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وضو کرے تو ناک جھاڑے اور جو ڈھیلوں سے استنجا کرے تو طاق استعمال کرے۔

تشریح: ناک جھاڑے تاکہ اندر جو رینٹھ ہو وہ خارج ہو جائے اور طبیعت صاف ہو کر نماز کی طرف متوجہ ہو۔ علاوہ اس کے بعض حدیثوں میں آتا ہے کیونکہ شیطان انسان کی ناک کے بانسہ پر رات گزارتا ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالےٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی طاق عدد ہی کو شارع نے پسند فرمایا۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ رض قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ لِلتَّھَجُّدِ مِنَ اللَّیْلِ یَشُوْصُ فَاہُ بِالسِّوَاکِ (متفق علیہ)

حذیفہ رض سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے اُٹھتے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

تشریح: بعض روایتوں میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے اپنی امّت کی تکلیف کا خطرہ نہ ہوتا تو ہر نماز کے وقت اُن پر مسواک کرنا لازم کر دیتا اور یہ بھی آیا ہے کہ مسواک والی نماز کا درجہ ستّر گنا بڑھ جاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات کو جب بھی سو کر اُٹھتے تو وضو سے پہلے ضرور مسواک کرتے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ نَّوْمِہٖ فَلَا یَغْمِسْ یَدَہٗ فِی الْاِنَاءِ حَتّٰی یَغْسِلَھَا ثَلٰثًا فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ اَیْنَ بَاتَتْ یَدُہٗ۔ (متفق علیہ)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص سو کر اٹھے تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک تین بار ہاتھ نہ دھو ڈالے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

تشریح: پانی کے کھلے برتن میں

نہیں ۱۹۷۷ء کے قومی اتحاد کو ہی دیکھ لیں کس طرح آگ اور پانی اکٹھا ہو گیا لیکن جونہی مسٹر بھٹو کے اقتدار کا خاتمہ ہؤا

سوال یہ ہے کہ ۱۹۷۷ء میں آپس کا ملنا جلنا، باہمی نشست و برخاست اور مجلس آرائی جائز تھی تو ۱۹۷۸-۷۹ء میں کیوں ناجائز ہو گئی؟ ۱۹۷۷ء میں باہم مل بیٹھنے والے حضرات پر تھوڑے ہی عرصہ بعد یکایک کیوں انکشاف ہؤا کہ کل کے ہمارے اتحادی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں —— ہم کمال درجہ خلوص کے ساتھ ان حضرات سے جو قومی سطح پر قیادت کے مدعی ہیں۔ درخواست کریں گے کہ ضرورۃً اتحاد کر کے قوم کے بچوں کو گولیوں سے چھلنی کروانے کے بعد [illegible] میں تو تکرار کر دینے کا نتیجہ اگر کسی وجہ سے آپ نے دنیا میں نہ دیکھا تو صبح قیامت آپ بچ نہیں سکیں گے آپ اتحاد کے لئے کوشش کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

انور السادات

زعیم ملت السید جمال عبدالناصر رحمہ اللہ تعالیٰ کے سانحہ ارتحال کے بعد آج سے گیارہ سال قبل برسر اقتدار آنے والے صدر سادات جنگ ۱۹۷۳ء کی سالگرہ کے سلسلہ میں ہونے والی پریڈ میں گولیوں کا نشانہ بن کر کچھ دیر بعد ہسپتال میں انتقال کر گئے —— مرحوم نے ۱۹۷۳ء ہی جس طرح اسرائیل کو ناک چنے چبوائے۔ اس کے پیش نظر دنیا میں ان کا نام گونجنے لگا لیکن اب سے کچھ عرصہ قبل مرحوم صدر ناصر کے علی الرغم جس طرح انہوں نے امریکہ اور اسرائیل سے تعلقات بڑھانے شروع کئے۔ حتیٰ کہ اسرائیل سے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ تک کر لیا اس کے نتیجہ میں وہ اسرائیل سے کچھ علاقے واگذار کرانے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن پورے عالم اسلام سے کٹ کر رہ گئے —— کچھ عرصہ قبل ایران کے سابق بادشاہ کو جس طرح ایران سے نکلنا پڑا وہ ایک مستقل داستان ہے خدا کی زمین ان پر تنگ ہو گئی لیکن سادات نے آگے بڑھ کر ان کو گلے لگایا حتیٰ کہ دونوں خاندان ازدواجی رشتوں میں بندھ گئے۔ یہ واقعات بھی صدر سادات کے خلاف مزید نفرت کا ذریعہ بنے ان کے اس طرز عمل پر مستقبل میں بہت کچھ لکھا جائے گا لیکن واقعہ یہ ہے کہ بہ حیثیت مجموعی یہ صورت حال ان کے لئے نیک شگون ثابت نہ ہوئی اور ہمارے خیال میں یہی واقعات اس سانحہ کا باعث بنے۔

ابھی حال ہی میں مصر کے اندر جو تبدیلیاں رونما ہوئیں اور انہوں نے جس طرح مبینہ طور پر مذہبی طبقہ کے خلاف اقدامات کئے وہ بھی پریشانیاں بڑھانے کا باعث بنے —— بہرحال وہ اب اس جگہ چلے گئے جہاں سے لوٹ کر واپس کوئی نہیں آیا۔ خدا مصر کے حالات پر رحم کرے اسے خانہ جنگی اور اندرونی کشمکش سے بچائے حسنی مبارک جن کے صدر بننے کے احکامات خلصے ہیں، قوم کے دلوں کی دھڑکن بن کر عالم اسلام کے لئے نیک فال ثابت ہوں۔ اور مصر ایک بار پھر مرحوم ناصر کے دور کی طرح دنیائے اسلام میں اپنا مقام حاصل کر سکے —— ہماری خواہش ہے کہ عالم اسلام کے ذمہ دار لوگ

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب: علوی

شہید اعظم امام مظلوم رضی اللہ عنہ

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ:-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا ...... فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا -

صدق اللہ العلی العظیم (الفتح - ۱۰)

محترم حضرات و معزز خواتین!

یہ سن ہجری کا آخری مہینہ ہے ذوالحجہ، ابھی پچھلے دنوں آپ نے وہ عظیم دن منایا جسے عیدالاضحیٰ کہتے ہیں۔ اور صدیوں پہلے کے ایک عظیم الشان واقعہ کی یادگار کے طور پر قربانیاں کیں —— اللہ تعالیٰ ہماری ان نیکیوں کو اپنے فضل و کرم سے قبول و منظور فرمائے۔

آج کی صحبت میں ایک ایسے واقعہ کی طرف کسی قدر اختصار کے ساتھ توجہ دلانی ہے جس نے ہماری قومی زندگی پر گہرا اثر ڈالا اور یوں کہنا چاہیئے کہ اس واقعہ کے بعد کما حقہ مسلمان قوم کو اجتماعیت کے ثمرات نصیب نہ ہوئے —— یہ واقعہ حضور نبی مکرم فداہ ارواحنا و انفسنا کے دوہرے داماد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ہے جو ہجرت نبوی سے ٹھیک ۳۵ برس بعد اسی مہینہ کی ۱۸ر تاریخ کو پیش آیا۔ شمسی حساب سے ۲۰ر مئی ۶۵۶ء کا یہ واقعہ ہے۔ جب مسلمانان عالم کا انتہائی محبوب رہنما اور قائد، امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین، شہید اعظم و امام مظلوم جوارِ نبوی میں کئی دن کی صبر آزما تکلیفیں سہہ کر ایسے عالم میں شہید ہو گیا کہ وہ قرآن عزیز کی تلاوت میں مشغول تھا اور اس کے مقدس خون کے قطرات قرآن کے اوراق پر گر کر انہی میں جذب ہو گئے اور یوں اس کے ساتھ ساتھ اس کا خون بھی بقائے دوام حاصل کر گیا۔

قرآن عزیز اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

قرآنی علوم پہ گہری نظر رکھنے والے حضرات علماء کرام نے (اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کا انہیں بہترین اجر دے) دس آیات کی نشاندہی کی ہے جو بطور خاص اس امام عادل و خلیفہ راشد سے متعلق ہیں۔ سورۃ بقرہ کی آیت ۱۳۷ جس میں یہود و نصاریٰ کے دعوئے رشد و ہدایت کی نفی کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر کی مقدس جماعت کو معیار حق و صداقت قرار دیا ہے بوجوہ جن کی تفصیلات کا یہاں موقعہ نہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے بطور خاص مصداق ہیں اور قدرت کی شان کہ شہادت کے وقت آپ کا خون بھی اسی آیت پر گرا دوسری آیت اسی سورۃ کی ہے جس کا نمبر ۲۶۱ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والے اپنے مخصوص بندوں کے اجر و ثواب کا ذکر کیا ہے اور واقفانِ حال جانتے ہیں کہ حضرت عثمان علیہ الرضوان اس خوبی میں کسی درجہ ممتاز تھے۔ تیسری آیت سورۃ احزاب کی آیت ۲۳ ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ مخلص مسلمانوں نے اپنے مال و جان کی قربانی کا اپنے رب سے وعدہ کیا

سو ان میں سے کچھ تو اس وادی سے گذر گئے اور کچھ ابھی منتظر ہیں ـــــ اور آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ وہ شخصیت تھے جن کے متعلق سرکار دو جہاںؐ نے اس وادی سے گذرنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور وہ بالآخر پوری ہوئی۔ پھر الزمر کی آیت ۹ ہے جس میں ان کی عبادت و بندگی کا بطور خاص ذکر کرکے انہیں سند رضا عطا فرمائی گئی ہے۔ اس کے بعد سورۃ فتح کی آیات ۱۷ اور ۱۸ ہیں جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔ پھر سورۃ الحدید کی آیت ۷، سورۂ اعلیٰ کی آیت ۱۰ اور سورۂ بیّنہ کی آیت ۸ ہے جن میں ان کے مختلف النوع کمالات اور خوبیوں اور خدا کی طرف سے ان پر ہونے والے انعامات کا ذکر ہے ـــــ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین۔

حدیث نبویؐ

حضرت عثمان علیہ الرضوان کے متعلق متعدد احادیث وارد ہیں، ایک تو وہ احادیث ہیں جن میں پوری جماعت کا ذکر خیر ہے۔ ان کے علاوہ مستقل احادیث ان کے متعلق موجود ہیں۔ مثلاً ایک روایت حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ سے منقول ہے جس کو امام مسلم قدس سرہٗ نے تفصیل سے نقل کیا اس کے آخر میں ہے۔ فقال لا استحیی من رجل تستحیی منہ الملائکۃ۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اس آدمی سے کیوں نہ شرم کھاؤں جس سے خدا کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم سے ایک روایت ہے جس کو متعدد ائمہ حدیث نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا۔ اس کے الفاظ ہیں لکل نبی رفیق فی الجنۃ۔ ورفیقی یعنی فی الجنۃ عثمان کہ جنت میں ہر نبی کا ایک مخصوص ساتھی ہوگا، اور میرے ساتھی حضرت عثمان علیہ الرضوان ہوں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک روایت ہے جس کو امام ترمذی قدس سرہ نے نقل کیا جس میں جیش عسرۃ یعنی غزوہ تبوک کے سلسلہ میں حضرت عثمانؓ کے مالی ایثار کا ذکر ہے اور آخر میں ہے کہ حضرت عثمانؓ کی اس خدمت کے بعد نبی کریم علیہ السلام منبر سے نیچے تشریف لائے کہ اس نیکی کے بعد حضرت عثمانؓ کو مزید ضرورت نہیں۔ (خدا کو ان کا یہ عمل اتنا پسند آ گیا) ایک روایت امام ترمذی اور امام ابن ماجہ علیہما الرحمۃ نے حضرت ام المومنین عائشہ طاہرہ صدیقہ حمیرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نقل کی جس میں حضور علیہ السلام نے اپنے اس پیارے صحابی کو لوگوں کی طرف سے پیش آمدہ حالات پر استقامت کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ لوگ قمیص خلافت اتارنے کی کوشش کریں گے. ایسا نہیں کرنا۔ اور زمانہ شاہد ہے کہ آپ نے اپنے محبوب خسر اور ھادی و مرشد علیہ السلام کی وصیت پر خوب عمل کیا خود فرماتے تھے۔ قد عھد الیّ عھداً وانا صابر علیہ کہ میرے آقا و مرشد نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا، الحمدللہ میں اس پر ثابت قدمی سے ڈٹا ہوا ہوں۔

الغرض ذخیرہ احادیث میں بہت کچھ ہے جس سے آپؓ کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

قبولِ اسلام اور خدماتِ دینی و ملّی

حضرت حکیم الامۃ الامام ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں بزرگ ایسے تھے جنہوں نے نزولِ اسلام سے قبل بھی کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا نہ ایسی اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوئے (فطرت او مشابہ بہ فطرت انبیاء است) آپ بعثت نبوی سے چندون بعد ایمان لائے ـــ سابقون الاولون میں آپ کا شمار ہے قبول اسلام کے بعد آپ کو اپنے اعزہ بالخصوص چچا "عاص" کی طرف سے بڑی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ لیکن یہ وہ نشہ نہ تھا جسے ترشی اتار دیتی۔ آپ نے

مردانہ وار تمام حالات کا مقابلہ کیا۔ اور اس طرح زندہ جاوید ہوگئے۔

یکم محرم ۲۴ھ مطابق ۶۴۴ء کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ساتھ ہی آپ کا دورِ خلافت شروع ہوا جو بارہ سال تک رہا۔ حضرت عمرؓ نے یہود و مجوس کی ملی بھگت سے ہونے والے حملہ میں شدید زخمی ہونے کے بعد چھ رکنی کمیٹی بنا دی تھی جس میں عشرہ مبشرہ کے چھ حضرات شامل تھے۔ یعنی حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس چھ رکنی کمیٹی نے یہ بارِ امانت آپ کے کاندھوں پہ رکھا۔ آپ کی خدمات مسلّم ہیں۔ آپ کے دورِ خلافت میں اسکندریہ میں بغاوت ہوئی اسی طرح آرمینیہ اور آذربائیجان کے حالات میں تموّج پیدا ہوا، ان سب حالات پر قابو پا لیا گیا ادھر اسی سال یعنی ۲۵ھ میں آپ کے گورنر شام حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایشیائے کوچک پہ فوج کشی کی ۲۷ھ میں طرابلس، تیونس، مراکش اور الجزائر فتح ہوئے۔ اسپین پر پہلا حملہ اسی سال ہوا۔ اسی سال اسلامی بحری بیڑے کا آغاز حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کے حکم سے کیا۔ یہی وہ بیڑہ ہے جس کی حدیث میں پیشین گوئی ہے اور اس کے شرکاء کو جنتی کہا گیا ہے۔ ۲۸ھ میں آپ نے وہ قابلِ قدر کارنامہ سرانجام دیا جس کی مثال نہیں یعنی امّت کو اختلاف قرأت سے بچانے کی غرض سے مصحف صدیقی کی عام اشاعت فرمائی۔ ۲۹ھ میں ایرانی علاقوں کی فتوحات کو مستحکم کیا ادھر طبرستان، کرمان، سجستان اور طخارستان کے علاقے فتح ہوئے ۳۰ھ میں موجودہ کابل تک اسلامی حکومت پھیل چکی تھی ۳۱ھ میں شام کے ساحل پر رومی بیڑہ نے حملہ کیا اسے شکست فاش دی ۳۲ھ میں قبرص فتح ہوا اور مدینۃ الروم (قسطنطنیہ) پہ بحری چڑھائی ہوئی ۳۴ھ میں افریقی فتوحات کو مستحکم فرمایا ۳۵ھ میں آپ کے خلاف شورش ہوئی۔ آپ چاہتے تو مٹھی بھر خرکاروں کا قلع قمع کر سکتے تھے لیکن آپ نے امت کے خون کو اس طرح بچایا کہ خود قربان ہوگئے۔

حضرت عثمانؓ اور مخالفین

وہ طبقہ جو شروع دن سے اسلام دشمنی کا رول ادا کر رہا تھا۔ اس میں یہودی عنصر کا اہم کردار ہے بعد میں مجوسی ذوق بھی اس میں شامل ہوگیا۔ تا آنکہ اس دو آتشہ نے پیغمبر اسلام، آپ کی ازواج مطہرات آپ کے خلفاء، قرآن اور صحابہ الغرض ہر کسی کے خلاف ہنگامہ آرائی کی۔ اسی طبقہ نے حضرت عمرؓ کی شہادت کا پلان بنایا انہوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف ہنگامہ آرائی کی۔

حضرت امام مظلوم کی شہادت کے بعد اب تک اس ذوق کے لوگ زبانی اور قلمی طور پر اشاعت اسلام کا انتقام لے رہے ہیں اس سلسلہ میں دورِ حاضر کے "صاحبِ خلافت و ملوکیت" کا کردار سب سے بڑھ کر افسوسناک ہے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ خدا نے ہر دَور میں ایسے لوگ کھڑے کئے جنہوں نے صحابہ دشمنی کا پردہ چاک کرکے حقائق کو الم نشرح کیا اور سچ پوچھیں تو یہ ہمارا دینی فرض ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب دنیا میں فتنوں کا ظہور ہونے لگے اور میرے رفقاء کو لوگ بُرا بھلا کہنے لگیں تو اہل علم کا فرض ہے کہ وہ میدان میں اتر کر حقائق سے لوگوں کو آگاہ کریں ورنہ وہ خدا، اس کے فرشتوں اور ساری مخلوق کی لعنتوں کے مستحق ہوں گے اور صبح قیامت ان کی کوئی نیکی قابل قبول نہ ہوگی۔ اسی احساس کے پیشِ نظر اہل حق اور علمائے ربانی نے ہر دور میں اپنی ذمہ داریاں پوری کیں اور الحمدللہ اب بھی سرگرم عمل ہیں اور یہ تقاضا ہے حضرات صحابہ علیہم الرضوان کے احسانات کا ـــــ خدا کی ان پر کروڑ کروڑ رحمتیں ہوں اور ہمیں ان کی محبت و عقیدت نصیب ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

صحابہؓ کے بارے میں کُتب سابقہ کی بشارتیں

حافظ عزیز الرحمٰن خورشید، بھیرہ

۱۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے بیان فرمایا "میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل یمن گیا۔ وہاں ایک بوڑھے کے ہاں میں نے قیام کیا جس کی عمر تین سو نوے سال تھی۔ آسمانی کتب کے بہت بڑے عالم تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے۔ میرا خیال ہے کہ تم حرم کے رہنے والے ہو — میں نے جواباً کہا کہ آپ کا کہنا درست ہے۔ پھر کہنے لگے کہ میرا خیال ہے تم قریشی ہو؟ میں نے کہا کہ یہ بھی ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا۔ تم خاندان تیم سے تعلق رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا درست ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ آپ ذرا اپنا پیٹ کھول کر دکھا دیں۔ میں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا کہ میں نے علم صادق سے یہ مطالعہ کیا ہے کہ مکہ میں ایک نبی پیدا ہوگا۔ ایک نوجوان اور ایک سن رسیدہ آدمی ان کی امداد کرے گا۔ نوجوان کی شان یہ ہوگی۔ مشکلات کو سامنے سے ہٹا دینے والا ہوگا۔ اور   کی علامتیں یہ ہوں گی کہ سفید رنگ، کمزور، اس کے پیٹ پر ایک تل ہوگا اور اس کی بائیں ران پر ایک نشان ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جب اس کو پیٹ کھول کر دکھایا تو اس نے میری ناف کے اوپر کالا تل دیکھ کر کہا:۔

"رب کعبہ کی قسم! آپؓ وہی ہیں"

(ابن عساکر بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)

۲۔ کتاب اول میں ہے کہ ابوبکر کی مثال بارش جیسی ہے جہاں برستی ہے نفع دیتی ہے۔

۳۔ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمرؓ کے ہاں گیا۔ آپ کے ہاں لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ سب سے آخر میں ایک شخص بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے آپ ابوبکرؓ کو دیکھ کر کہا کہ نبی عبداللہ کے خلیفہ صدیقؓ ہوں گے۔

۴۔ حضرت فاروق اعظمؓ گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے کہ ران کے اوپر سے آپ کا کپڑا ہٹ گیا۔ آپ کی ران پر ایک تل تھا۔ نجران کے عیسائیوں نے وہ تل دیکھ کر کہا کہ یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق ہماری کتابوں میں ہے کہ وہ ہمیں ہماری سرزمین سے نکال دے گا۔ (ابن سعد)

۵۔ بیت المقدس خدا کے صالح بندوں میں سے ایک ایسے صالح کے ہاتھ پر فتح ہوگا جو مومنین کے لئے رحیم، کفار کے حق میں شدید ہوگا۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ (فتح) ابونعیم۔

۶۔ حضرت خالدؓ بن ولید جب بیت المقدس پہنچے تو بیت المقدس کے باشندوں نے آپ سے دریافت کیا آپ کا نام؟ میرا نام خالد ہے۔ انہوں نے پھر سوال کیا کہ آپ کے خلیفہ کا نام؟

خالد: ہمارے خلیفہ کا نام عمر بن الخطاب ہے۔

س: ان کا حلیہ؟

ج: حضرت خالد نے حُلیہ بیان کیا۔ بیت المقدس والوں نے کہا یہ ہم نے ان کتابوں میں پڑھا ہے کہ بیت المقدس کو عمرؓ فتح کریں گے۔ (ابن عساکر) ازالہ

۷۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں۔ کہ تورات میں حضرت عمرؓ کے متعلق یوں لکھا ہے۔" ایک بہادر خلیفہ

لوہے کا بنا ہُوا، مضبوط صاحب امر، جو اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک خلیفہ ہوگا جس کو ظالموں کی جماعت قتل کر ڈالے گی۔

۸۔ حضرت طاؤسؓ نے عبداللہ بن سلام سے دریافت کیا کہ کتب سابقہ میں حضرت عثمانؓ کے متعلق تم نے کیا مطالعہ کیا ہے؟ آپؓ نے فرمایا۔ ہم نے یہ پڑھا ہے کہ وہ قیامت کے دن امیر ہوں گے۔

۹۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، کہ میرے پاس حضرت عبداللہ بن سلام آئے۔ جب میں عراق کے لئے تیار تھا۔ حضرت عبداللہ نے عرض کیا آپ عراق تشریف نہ لے جائیں، وہاں آپ کو تلوار کی دھار کا نشانہ بننا پڑے گا۔

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم سے (جس کو ذی قربات کہا جاتا تھا) دریافت کیا گیا کہ آپؐ کے بعد کون ہوگا اس نے جواب دیا الامین یعنی ابوبکرؓ۔ دریافت کیا گیا۔ آپ کے بعد، اس نے جواب دیا ایک فولادی عزم والا بہادر یعنی عمرؓ —

(۳۔ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی تحریک کی قیادت صدیقؓ کے ہاتھ میں آئے گی۔ جس کی شان یہ ہوگی کہ جب بھی وہ فیصلہ کریں گے سچا فیصلہ ہوگا، مظلوموں کو حق دلوانے میں مضبوط اور چست ہوں گے۔

۱۱۔ عمودیہ جب فتح ہُوا تو ایک مندر پر سونے کے ساتھ کندہ تھا۔

"بدترین خلف وہ ہیں جو اپنے اسلاف کو بُرا کہیں۔ سلف کا ایک شخص خلف کے ایک ہزار افراد سے بہتر ہے"۔

الف۔ اے صاحب غار! آپ نے فخر و مباہات کی عزت حاصل کر لی کیونکہ ملک جبار نے آپ کی ثنا کی چنانچہ اپنی اس کتاب میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

ارشاد فرمایا:۔

ثانی اثنین اذھما فی الغار۔

ب: اے عمرؓ! آپ والی نہیں بلکہ والد ہیں۔

ج: اے عثمانؓ! آپ کو مغلوب کر کے شہید کر ڈالا۔ اور جب آپ کو دفن کیا جا رہا تھا تو لوگوں نے آپ کے چہرہ کی زیارت بھی نہیں کی تھی۔

د۔ اے علیؓ! آپ ابرار کے مقتدار اور پیشوا ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کفار کی مدافعت کرنے والے۔

پس دیکھو یہ صاحب غار ہیں، یہ یکتا اخیار (نیک لوگوں میں یکتا)، ہیں، یہ غیاث الامصار ہیں (شہروں اور باشندگان کے دردرس اور مددگار) اور یہ امام الابرار ہیں (نیک لوگوں کے مقتدار) جو شخص ان کی توہین و تنقیص کرے اس پر جبار (خداوند عالم) کی لعنت ہو۔ اس عبارت کو دیکھ کر ہم نے ایک بوڑھے پادری سے جو بہت ہی بوڑھا تھا دریافت کیا کہ یہ عبارت اس دروازہ پر کتنے عرصہ سے لکھی ہوئی ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ تمہارے نبیؐ کی بعثت سے دو ہزار سال قبل۔

(ابن عساکر)

۱۲ تورات میں ہے:۔

محمدؐ رسول اللہ اور آپ کی امت بہت حمد کرنے والی ہوگی مسرت مصیبت نرمی اور سختی غرض ہر حالت میں خدا کی حمد کیا کرے گی۔ ہر ایک منزل پر ایک مرتبہ اور درجہ میں خدا کی شکرگزار رہے گی۔ ہر بلندی کے موقع پر خدا کی بڑائی اور اس کی عظمت کا اعتراف و اظہار کرے گی۔ آپؐ کے اُمتی دھوپ کا ہر وقت لحاظ رکھا کریں گے۔ (یعنی نمازیں سورج کو دیکھ کر پڑھیں گے) جب نماز کا وقت آیا کرے گا خواہ وہ کسی حالت میں ہوں نماز ادا کریں گے۔ کمر پر تہ بند باندھا کریں گے۔ اپنے اعضاء اور چہروں کو پاک صاف اور روشن رکھا کریں گے (وضو کے ذریعہ) اوقاتِ شب میں ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح گونجا کریں گی۔ نمازوں میں ایسی صف بندی کیا کریں گے جیسے میدانِ جنگ میں۔

صحابہؓ کے ان اوصاف کی تائید قرآن عزیز کی اس آیت سے ہوتی ہے :-

الذین اذا ذکراللہ الخ

(انفال)

آیت محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کی تشریح و تفسیر کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں :-

”یہاں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرات خلفاء راشدین کی عظمت و جلالت اور اسلام کی حمایت میں ان کا استقلال و استقامت، پھر ان بزرگوں نے اسلام کی تائید و تقویت کے لئے جو کچھ جد و جہد کی اور دشمنانِ خدا سے جو کچھ جہاد و غزوات کئے اور جس طرح کلمۃ اللہ کو بلند کیا یہ سب عنداللہ مقبول تھے۔ ایسا مقبول کہ اس کی بشارت بہت پہلے سے حضرت حق آسمانی کتابوں میں دے چکے ہیں۔

ذالک مثلھم فی التوراۃ ومثلھم فی الانجیل۔

بقیہ : انوار السادات

محتاط طریقہ سے آگے بڑھیں۔ اور دنیائے اسلام کی بہتری کے لئے مشترکہ لائحہ عمل تیار کریں اور خاص اس موقعہ پر چوکس رہیں کہ کہیں حالات سے فائدہ اٹھا کہ اسرائیل کوئی نئی شرارت نہ کھڑی کر سکے۔ اللہ تعالٰی ہمارا حامی و ناصر ہو۔

جامع القرآن : پیکرِ صدق و حیا : ذوالنورین : امیر المؤمنین

امامِ مظلوم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ

لوگو! آج کے بعد عثمان کو یاد کرو گے لیکن عثمان تمہیں نصیب نہ ہو گا

تحریر : اقبال احمد صدیقی

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی کی شخصیت بلند سیرت مثالی جود و سخا بدرجہ کمال کردار صالح اور پاکیزہ ان کے اوصاف حمیدہ کو بیان کرنا گویا محال اور کسی اہل قلم کی دسترس سے باہر، لیکن یوم شہادت ۱۸ ذی الحجہ کی نسبت سے اس مجموعہ صفات سے متعلق چند باتیں چند پہلو یہاں پیش کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔

”ہر نبی کے کچھ رفیق ہوتے ہیں اور میرے رفیق جنت میں عثمانؓ ہیں۔

روایت حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ (بحوالہ ترمذی)

یہی نہیں مسند احمد میں مذکور ہے ”حضرت عبدالرحمن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جس وقت حضورؐ غزوہ تبوک کا سامان کر رہے تھے حضرت عثمانؓ ایک ہزار اشرفیاں آستین میں رکھ کر حضورؐ کے پاس آئے اور اشرفیاں آپ کی گود میں ڈال دیں۔ حضورؐ ان اشرفیوں کو اپنی گود میں اُلٹتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کچھ نقصان نہیں ہو سکتا آج کے بعد جو چاہیں کریں، دو مرتبہ یہی فرمایا۔“

صحیح بخاری میں حضرت انسؓ کی روایت منقول ہے کہ۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ تھے۔ پہاڑ ہلنے لگا تو آپؐ نے اپنے پاؤں سے اسے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے احد ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبیؐ ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں۔“ ظاہر ہوا کہ منصب شہادت حضرت عثمان غنیؓ کے مقدر میں ازل سے پوشیدہ تھا۔ یہی نہیں ان کا نام نامی ۱۴۔ اولین مسلمانوں اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہے۔ یہ کتنی بڑی سعادت ہے کہ آقائے دوجہاں سرکار مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگر حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئیں۔ حتیٰ کہ سرور کائنات کے قول کے مطابق ذوالنورین کہلائے۔ اور بحیثیت صحابی رفیق خاص اور بطور داماد رسولؐ ہمیشہ آقائے دو عالم کی خوشنودی اور طمانیت قلب کا سبب بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ غزوہ بدر کے علاوہ کفر و اسلام کے درمیان لڑے جانے والے معرکوں میں شریک رہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دشمن کی مزاحمت اور سرکوبی کے لئے منظم ہونے والی مہم کے دوران عطیات کی عام اپیل پر انہوں نے مال و دولت، اثاثہ و املاک حضور اکرمؐ کی خدمت میں لا ڈالنے میں ذرہ بھر پس و پیش کی ہو۔ ایسا بھی ہوا کہ جو کچھ گھر میں بصورت مال و دولت موجود تھا وہ سب ہی اٹھا لائے جب حضور نے ان سے دریافت کیا کہ گھر میں کچھ چھوڑ آئے ہو تو نہایت اطمینان اور صبر و توکل سے فرمایا کہ میرے لئے اللہ کے رسولؐ کی ذات ہی بہت کافی ہے۔ مدینہ منورہ میں بیر معونہ کنواں خرید کر انہوں نے عام ضرورت مندوں کے لئے وقف کر دیا یہی نہیں نبی اکرمؐ کے فرمانے پر مسجد نبویؐ کی توسیع کے لئے زمین خرید کر پیش کی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے عہد خلافت میں مملکت اسلامیہ کی حدود و مراکش الجزائر، لیبیا، پاکستان (جہاں اب واقع ہے) افغانستان، روس، ہندوستان اور بحیرۂ روم کے جزائر تک وسیع ہو گئی تھی۔ چنانچہ رومیوں سے مقابلہ ہوا اور مسلمان فتح یاب رہے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ ان کے عہد خلافت کا آخری دن تھا جب یہ شمع اسلام مسلمانوں کے خلاف تخریب کاروں کی ایک سازش کے تحت ہمیشہ کے لئے گل ہو گئی۔ مدینہ منورہ کے تاریخی قبرستان جنت البقیع میں دفن کئے گئے جلیل القدر صحابی رسولؐ

سیدنا عثمان بن عفان یکم محرم ۲۴ھ کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد امیر المومنین منتخب ہوئے

حضرت عثمانؓ کی شہادت دردانگیز اور تاریخ اسلام کا ایک ناقابلِ فراموش خونین ورق ہے!

تھے اس طرح یکم محرم اور ۱۸ر ذی الحجہ دونوں سیدنا عثمانؓ کی حیات مبارک کی اہم تاریخیں ہیں۔ وقت کتنے رنگ بدلتا ہے اور کس کس متوقع اور غیر متوقع اور مرحلے سے گزرتا ہے۔ یہ جان لینا اور سمجھ لینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ انسان کیا سوچتا ہے۔ مشیت ایزدی کو کیا منظور ہوتا ہے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی دسترس میں صرف تدبیر اور کوشش ہے نتیجہ صرف ذاتِ باری تعالیٰ کو معلوم اور اس کے قبضہ و اختیار میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں جو علاقے قلمرو ئے اسلام میں شامل ہوئے تھے یا ان پر مسلمانوں کا اقتدار مستحکم ہوا تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں مزید توسیع ہوئی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے نہ صرف دین مبین اسلام کی بلکہ اسلامی مملکت کی بے پناہ خدمت کی اور وہ اس کے مستحق ہرگز نہ تھے کہ کوئی ان کے خلاف تلوار اُٹھاتا اور اللہ یا اللہ کے رسولؐ نے انہیں جنت کی جو بشارت دی تھی۔ ان کی فضیلت، بزرگی، شرم و حیا اور ایثار کی تصدیق کی تھی، ان کے منصب کی توہین کا ارتکاب کیا جاتا۔

اندازہ کیجئے کہ ممالک محروسہ کا دائرہ عہدِ عثمانیؓ میں کتنا [illegible] ہوا۔ افریقہ میں طرابلس (لیبیا) برقہ، الجزائر، وسط ایشیا میں افغانستان، خراسان اور ترکستان کے بعض حصے، بحیرہ اسود اور بحیرہ کیپسین کے درمیانی خطے، آرمینہ اور آذربائیجان فتح کئے گئے۔ بلاشبہ ایشیائے کوچک کا ایک بڑا حصہ ان کے زمانے میں مسخر کرکے شامل کیا گیا [illegible] یہ کہ حضرت عثمان غنیؓ ہی کے عہدِ خلافت میں حضرت معاویہؓ نے مسلمانوں کا پہلا بحری بیڑہ تیار کرکے رومی افواج کو بار بار شکست دی۔ اور جزیرہ قبرص بالآخر فتح کرلیا جو مملکت اسلامی کا ایک حصہ قرار پایا۔

حضرت عثمانؓ کے والد تجارت پیشہ تھے اس لئے شروع ہی سے ان کے گھرانے میں مال و دولت کی کمی نہ تھی۔ جب والد کا انتقال ہوا تو ترکہ میں بھی بہت سی دولت اور املاک ملی۔ پورا نام عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن اُمیہ جبکہ والدہ کا۔ نام اروی بنتِ کریز بن ربیعہ تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی چچی اُم حکیم بیضا کی صاحبزادی تھیں۔ اس سے حضور اکرمؐ سے سیدنا حضرت عثمان کے کئی کئی رشتے، قرابتیں اور نسبتیں ملتی ہیں۔ پھر یہ کہ جب حضورؐ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ رحلت پاگئیں تو آقائے دوجہان نے اپنی دوسری صاحبزادی اُمِ کلثومؓ، حضرت عثمانؓ کے عقد میں دیدیں۔ اس طرح حضرت عثمانؓ کو دو مرتبہ رسول اللہؐ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا، ذوالنورین کہلائے۔ سوئے اتفاق کہ سیدہ اُم کلثوم بھی انتقال کرگئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اگر میری اور بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمانؓ سے کردیتا۔"

تاریخ گواہ ہے کہ عثمانؓ نازک سے نازک وقت میں حضور اکرمؐ اور ان کے لائے ہوئے پیغام اسلام کا ساتھ چھوڑنے والے نہ تھے، نہ وہ دین کی نصرت کے حصول میں کسی ایثار میں دوسروں سے پیچھے رہے۔ وہ پورے علاقے کے بہت ہی بڑے تاجر تھے لیکن تجارت کیلئے سرمایہ درکار ہوتا ہے۔ ان کا یہ عالم تھا کہ اگر وہ حضورؐ کی ایما پاتے تو پہلی دفعہ میں اپنا سب کچھ نثار کردیتے، جب وقت آیا تو انہوں نے ایسا ہی کردکھایا۔

۹ھ کے واقعات میں ملتا ہے کہ رومیوں نے عربوں پر ایک بڑے حملے کی تیاری شروع کی، مسلمانوں کو۔ اپنی مدافعت کیلئے تمام وسائل کو یکجا کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اتفاق سے ان دنوں مسلمانوں کی مالی حالت آسودگی کی نہ تھی بہرحال حضور اکرمؐ نے صحابہ کرامؓ سے سامان جنگ (کیلئے سرمایہ) اکٹھا کرنے کی اپیل کی۔ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہوں نے ایک تہائی فوج کے مجموعی اخراجات خود برداشت کرنے کی ذمہ داری قبول کرلی۔ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور سامان رسد کیلئے ایک ہزار دینار، یہ تھا عطیۂ عثمانؓ۔ آقائے دوجہان سیدنا عثمانؓ کا یہ جذبہ ایثار دیکھکر فرمایا۔

"آج کے بعد عثمانؓ کا کوئی عمل ان کو نقصان پہنچائے گا۔"

ترمذی و نسائی کی روایات منقولہ کا خلاصہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کا جب خلیفہ سوم کی حیثیت سے باغیوں نے محاصرہ کیا تو سیدنا ذوالنورینؓ اور باغیوں کے درمیان کئی مرتبہ مباحثہ ہوا۔ اور سیدنا عثمان غنیؓ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی رفاقت کے کئی واقعات یاد دلائے۔ اور دین کے لئے اپنی خدمات کا ذکر کیا۔ باغیوں کے پاس ان حقائق کو جھٹلانے

کا کوئی جواز تھا نہ جواب۔ لیکن وہ اپنی فتنہ پردازی پر جمے رہے۔

حضرت ثمامہ بن حذیفہ قشیریؓ کہتے ہیں کہ۔

"میں عثمانؓ کے گھر میں اس وقت حاضر ہوا جبکہ باغیوں نے اس کا محاصرہ کررکھا تھا۔ حضرت عثمانؓ گھر کے اندر سے کوٹھے پر آئے۔ اور نیچے جھانک کر ان لوگوں سے جو ان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مخاطب ہوئے۔

"میں خدا اور اسلام کا واسطہ دیکر تم سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ یہ بات تو تم کو معلوم ہوگی ~~کہ جب رسول اللہ صلعم ہجرت کرکے مدینہ~~ میں تشریف لائے اس وقت مدینہ میں رومہ کے کنوئیں کے سوا میٹھے پانی کا کوئی کنواں نہ تھا۔ رسول اللہؐ نے اسوقت فرمایا: کون شخص ہے جو کہ رومہ کے کنوئیں کو خرید لے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کنوئیں میں ڈالے (یعنی پھر اس کو وقف کردے) اس ثواب کے بدلے میں جو خریدنے والے کو جنت میں ملیگا میں نے اس کنوئیں کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کیا۔ اور آج تم مجھ کو اس کنوئیں کا پانی پینے سے روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ ہم جانتے ہیں۔ اے اللہ! ہم اس سے واقف ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا تم کو خدا اور رسولؐ کا واسطہ دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم کو معلوم ہے کہ جب مدینہ کی مسجد نمازیوں کی زیادتی کے باعث تنگ ہوگئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کون شخص ہے جو فلاں شخص کی اولاد کی زمین کو خرید لے اور مسجد میں اس زمین کو شامل کرکے مسجد میں وسعت پیدا کردے۔ میں نے اس زمین کو اپنے خالص اور ذاتی مال سے خرید کیا۔ (اور مسجد میں شامل کردیا) آج تم مجھ کو اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ لوگوں نے کہا۔ ہاں اے اللہ! ہم اس سے واقف ہیں پھر عثمانؓ نے فرمایا۔ "میں تم سے بحق خدا اور اسلام دریافت کرتا ہوں کیا تم اس سے آگاہ ہو کہ میں نے جیش عسرہ کے سامان کو اپنے مال سے درست کیا۔ لوگوں نے کہا۔ اے اللہ ہم اس سے واقف ہیں۔

اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے مکہ کی پہاڑی ربیر پر رسول اللہ صلعم کی پیش گوئی کا ذکر بھی کیا۔ جس میں (سیدنا عثمانؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ) کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ لوگوں نے جب اس واقعہ کی بھی تصدیق کی تو حضرت عثمان غنیؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور تین مرتبہ فرمایا۔ پروردگار کعبہ کی قسم میں شہید ہوں۔"

اسلامی تاریخ کا یہ عظیم المیہ بہرحال ہوکر رہا جس نے نہ صرف اس عہد کے مسلمانوں کو ایک مشفق و مہربان اور متقی و صالح سربراہ مملکت سے محروم کردیا بلکہ مفسدین کے اس اقدام کی بدولت مسلمانوں کی صفوں میں انتشار اور فتنہ پردازی کے دیرپا شگاف پڑ گئے منافقین اور مشرکین کو مسلمانوں کی متحدہ قوت کو شکست و ریخت کا نشانہ بنانے کا موقع مل گیا۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے مملکت اسلامیہ کی توسیع اور استحکام کے لئے شاندار اور ناقابلِ فراموش کارنامے انجام دیئے تھے جنہیں مفسدوں نے اور تخریب کاروں نے وقتی طور پر خونِ عثمان میں ضرور ڈبودیا۔ لیکن تاریخ کے صفحات سے عثمانی عہد کے کارناموں کو محو نہ کرسکے۔ نہ رہتی دنیا تک امت مسلمہ کے لئے یہ ممکن ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے قول فیصلہ پر خط تنسیخ پھیرا جاسکے۔ سیدنا عثمان اپنی بے لوث دینی خدمات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جاں نثار رفاقت کے حوالے سے تاابد زندہ رہیں گے اور جنت ان کا مسکن پہلے ہی قرار پاچکی ہے کہ وہ عشرہ مبشرہ میں شامل اور مرتبہ شہادت پر فائز المرام ہیں۔

طویل محاصرے کے دوران سیدنا عثمان اور ان کی اہلیہ نائلہؓ گویا تمام اہل خانہ پر دانہ پانی بند رکھا گیا۔ یورش برپا کرنے والے دینی و ملی مفادات کے مخالفین نے حیا کے پیکر، اور صدق و وفا کی مثال جامع القرآن عثمانؓ بن عفان کے لئے ذرا بھی صلۂ رحمی روا نہ رکھا۔ بالکہ حج پر جانیوالے مسلمانوں کی غیر حاضری کا ناجائز فائدہ اُٹھایا شاہ معین الدین احمد ندوی نے تاریخ اسلام میں اس واقعہ کو یوں تحقیق کیا ہے۔

"جتنا وقت گزرتا جاتا تھا۔ حاجیوں کی واپسی کا زمانہ قریب آتا جاتا تھا بعض مقامات سے فوجوں کے آنے کی خبر بھی تھی اس لئے باغیوں نے جلد سے جلد حضرت عثمانؓ کی شمع حیات بجھانے کا فیصلہ کرلیا۔ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت عثمانؓ کو اپنی شہادت کا پورا یقین تھا۔ اور صبر و استقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منتظر تھے اس لئے باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر آپؓ نے شہادت کی تیاری شروع کردی جمعہ کے دن سے روزہ رکھا۔ ایک پاجامہ جسے آپ نے پہلے کبھی نہ پہنا تھا۔ زیب تن کیا بیس غلام آزاد کیے۔ اور کلام اللہ کھول کر اس کی تلاوت میں مصروف ہوگئے آگے مرقوم ہے۔ قصر خلافت سے متصل دوسرے مکانوں کے ذریعے سے کچھ لوگ اوپر چڑھ گئے اس وقت حضرت عثمانؓ قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے

حضرت نائلہؓ نے دشمن کے وار کو روکا تو ان کے ہاتھ کی تین انگلیاں ہتھیلی سے کٹ گئیں عمرو بن الحمق نے حضرت عثمان پر کئی وار کئے اور سودان بن حمران آخری حملے کے لئے آگے بڑھا شہادت کے وقت سیدنا عثمانؓ غنی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔

فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم (البقرہ)

تاریخ اسلام کے اس انتہائی المناک سانحہ کو حضرت عثمان غنیؓ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ نے کمال ہمت اور صبر و ضبط سے دیکھا اور اس موقع پر ایک ایسا خطبہ دیا جسے تاریخ میں عبرت و بصیرت کی گرانمایہ دستاویز کی حیثیت حاصل رہے گی۔ حضرت نائلہؓ نے فتنہ و فساد [illegible]

باقی صفحہ ۱۵ پر

مولانا محمد منظور نعمانی

(ترجمہ حدیث) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اسے پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے، تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر، اور یہ اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

:۔ اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

(تشریح) اس صورت میں ان لوگوں کے لئے بڑی سخت وعید ہے جو حج کرنے کی استطاعت رکھنے کے باوجود حج نہ کریں فرمایا کہ ان کا اس حال میں مرنا اور نصرانی ہوکر مرنا گویا برابر ہے (معاذ اللہ) یہ اسی طرح کی وعید ہے جس طرح ترک نماز کو کفر و شرک کے قریب کہا گیا۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے۔ نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ بنو" (الروم ع ۵) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک صلوٰۃ مشرکوں والا عمل ہے حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والوں کو مشرکین کے بجائے یہود و نصاریٰ سے تشبیہ دینے کا راز یہ ہے کہ حج نہ کرنا یہود نصاریٰ کی خصوصیت تھی کیونکہ مشرکین عرب حج کیا کرتے تھے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتے تھے اس لئے ترک نماز کو مشرکوں والا عمل بتلایا گیا۔

اس حدیث میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والوں کے لئے جو سخت وعید ہے اس کے لئے سورہ آل عمران کی اس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے۔" (ترجمہ) اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں یہ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ راوی نے صرف حوالہ کے طور پر آیت کا یہ ابتدائی حصہ پڑھنے پر اکتفا کیا" یہ وعید آیت کے جس حصے سے نکلتی ہے وہ اس کے آگے والا حصہ ہے (جس کا مطلب ہے کہ اس حکم کے بعد جو کوئی کافرانہ رویہ اختیار کرے یعنی باوجود استطاعت کے حج نہ کرے تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں وہ ساری دنیا اور ساری کائنات سے بے نیاز ہے)۔ اس میں استطاعت کے باوجود حج نہ کرنیوالوں کے رویہ کو "مَنْ کَفَرَ" (جس نے کفر کیا) کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ کی وعید سنائی گئی ہے اس کا مطلب یہی ہوا کہ ایسے ناشکرے اور نافرمان جو کچھ بھی کریں اور جس حال میں اللہ کو ان کو کوئی پرواہ نہیں قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مسند دارمی وغیرہ میں حضرت ابو امامہ باہلی سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا کہ کیا چیز حج کو واجب کر دیتی ہے؟ - آپؐ نے فرمایا:۔ سامان سفر اور سواری۔

(جامع ترمذی سنن ابن ماجہ)

(تشریح) قرآن مجید میں فرضیت حج کی شرط کے طور پر "مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا" فرمایا گیا یعنی حج ان لوگوں پر فرض ہے جو سفر کرکے مکہ معظمہ تک پہونچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اس میں جو اجمال ہے غالباً سوال کرنے والے صحابی نے اس کی وضاحت چاہی اور دریافت کیا اس استطاعت کا متعین معیار کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ:۔ ایک تو سواری کا انتظام ہو جس پر مکہ معظمہ

تک سفر کیا جاسکے، اور اس کے علاوہ کھانے پینے جیسی ضروریات کے لئے اتنا سرمایہ ہو جو اس زمانہ سفر کے گزارے کے لئے کافی ہو۔ فقہائے کرام نے اس گزارے میں ان لوگوں کے گذارے کو بھی شامل کیا ہے جن کی کفالت جانے والے کے ذمہ ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہوکر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا۔

(صحیح بخاری صحیح مسلم)

(تشریح) قرآن مجید میں فرمایا گیا:۔ اَلْحَجُّ اَشْہُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (الآیہ) اس آیت میں حج کرنیوالوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ خاص کر زمانۂ حج میں وہ شہوت کی باتوں اللہ اللہ کی نافرمانی والے سارے کاموں اور آپس کی جھگڑے بازی سے بچیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں اس ہدایت پر عمل کرنے والوں کو بشارت سنائی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے۔ کہ جو شخص حج کرے اور ایام حج میں نہ تو شہوت کی باتیں کرے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی ایسی حرکت کرے جو فسق کی حد میں آتی ہو تو حج کی برکت سے اس کے سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور وہ گناہوں سے بالکل ایسا پاک و صاف ہوکر واپس ہوگا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن بے گناہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ دولت نصیب فرمائے (آمین)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک کفارہ ہو جاتا ہے ان کے درمیان کے گناہوں کا۔ اور "حج مبرور" پاک اور مخلصانہ حج) کا بدلہ تو بس جنت ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ پے در پے کیا کرو حج اور عمرہ کیونکہ حج اور عمرہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کردیتی ہے اور "حج مبرور" کا ثواب اور صلہ تو بس جنت ہے۔
(جامع ترمذی سنن نسائی)

جو شخص اخلاص کے ساتھ حج یا عمرہ کرتا ہے وہ گویا اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں غوطہ لگاتا اور غسل کرتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ گناہوں کے گندے اثرات سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہوتا ہے کہ فقر و محتاجی اور پریشان حالی سے اس کو نجات مل جاتی ہے۔ اور خوشحالی اور اطمینان قلب کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ اور مزید برآں "حج مبروری" کے صلہ میں جنت کا عطا ہونا اللہ تعالیٰ کا قطعی فیصلہ ہے۔

بقیہ حضرت عثمان رضؓ

قاتلان عثمان کو انتباہ کیا۔

لوگو! تم ایک تاریک اور وحشتناک اور غضب آلود فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہو تمہارے تمام معاملات شر اور صعوبت کی نذر ہو چکے ہیں۔

پھر فرمایا:۔

شر ہر طرف سے اُمنڈا چلا آرہا ہے۔ برائیوں کے دانت تیز ہو رہے ہیں۔ باطل نگاہیں ہر طرف سے تعاقب میں ہیں۔

حضرت نائلہ رضؓ نے خبردار کیا۔

اگر تم نے خلافت عثمانی رضؓ کو وحشت آلود نگاہوں سے دیکھا تو ابھی اور ابھی بہت کچھ وحشت افزا نظروں سے دیکھنا ہوگا۔ مگر اب کوئی ندامت کام نہ آئے گی تمہاری عذر خواہی نہ سُنی جائے گی۔

محمد رضا مصری نے سیرت عثمان بن عفان میں اہلیہ سیدنا عثمان کے اس خطبہ کے یہ فقرے بھی دہرائے ہیں۔

"اس کے بعد تم کو عثمان رضؓ یاد آئے گا
لیکن عثمان رضؓ تم کو نصیب نہ ہوگا۔

عید الاضحیٰ

کی تعطیلات کی وجہ سے
۱۶ر اکتوبر کا پرچہ
شائع نہیں ہوا۔
قارئین مطلع رہیں۔

مستشرقین کے قرآنی عبارت پر چند شبہات اور انکے جوابات

مولانا البشیر احمد قادری مدرس مدرسہ عربیہ قاسم العلوم فقیروالی ۔ ضلع بہاولنگر

پہلا شبہ

ابو عبید نے حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے۔

لما کتبت المصاحف عرضت علی عثمانؓ فوجد فیہا حروفا من اللحن فقال لاتغیروھا فانّ العرب ستغیرھا او قال ستعربھا بالسنھا، لو کان الکاتب من ثقیف والمملی من ھذیل لم توجد فیہ ھذہ الحروف.

ترجمہ: حضرت عکرمہ سے روایت ہے جب مصاحف لکھے جانے کے بعد حضرت عثمانؓ پر پیش کیے گئے، تو انہوں نے ان میں کچھ اغلاط پائے۔ تو آپنے فرمایا کہ ان اغلاط کو نہ بدلو۔ کیونکہ اہل عرب ان کو خود ہی بدل لیں گے یا انہوں نے یہ کہا ستعربہا العرب بالسنتہا۔ یعنی عرب خود ہی اپنی زبانوں سے ان کا اعراب صحیح کر لیں گے۔

اگر مصحف لکھنے والا قبیلہ بنی ثقیف سے اور املاء کرانے والا قبیلہ ہذیل سے ہوتا تو مصحف میں یہ غلط حروف نہ پائے جاتے۔

اس روایت کو ابن انباری نے اپنی کتاب "الرد علی من خالف مصحف عثمانؓ" میں نقل کیا ہے۔ (اتقان صفحہ ۱۸۳ ج ۱)

(۲) "روی عن عثمان انہ حین عرض علیہ المصحف قال احسنتم واجملتم انّ فی القرآن لحنا ستقیمہ العرب بالسنتہا" (اتقان۔ صفحہ ۱۸۴ ج ۱)

"حضرت عثمانؓ پر جب مصحف پیش کیا گیا تو آپنے فرمایا تم نے اچھا کیا۔ اس میں کچھ اغلاط ہیں۔ جن کو عرب اپنی زبانوں سے درست کر لیں گے"۔

ان روایتوں کو لے کر مستشرقین جو اسلام کی عداوت اور قرآن کریم کی مخالفت میں پیش پیش ہیں، قرآنِ کریم پر اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان قرآنِ کریم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب مانتے ہیں۔ حالانکہ اس میں اغلاط پائے جاتے ہیں۔ جو کتاب اغلاط پر مشتمل ہو وہ معجزہ تو کیا، فصیح و بلیغ بھی نہیں ہو سکتی لہذا یا تو قرآنِ کریم کے اعجاز کا انکار کر دو اور یا ان اغلاط کا جواب دو۔ علماء، محققین و مفسرین متقنین نے اس شبہ کے چند جواب دیئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

جواب اوّل: یہ دونوں روائتیں، ضعیف الاسناد، مضطرب اور منقطع ہیں، علامہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ ان ذلک لم یصح عن عثمان اصلاً کہ یہ روایات حضرت عثمانؓ سے بالکل ثابت نہیں ہیں۔

جواب دوم: اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی یہ مستشرقین کے لیئے مفید مطلب نہیں۔ اِس لیے کہ اس حدیث کا سیاق و سباق اس کی صحت کی تردید کر رہا ہے، کیونکہ اس میں صریح تناقض اور تضاد ہے اِس روایت کا جملہ اولیٰ جملہ ثانیہ کے مناقض ہے۔ پہلا جملہ "احسنتم واجملتم" مصحف عثمانی کی تصحیح پر دال ہیں اور دوسرا جملہ اس کی تغلیط پر دلالت کرتا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسے متیقظ اور محتاط، بیدار مغز و دانشور، مخلص و متدین شخص سے اس کی کیسے توقع ہو سکتی ہے کہ اغلاط پر مشتمل مصحف کی وہ تائید و تحسین کرتے۔

نیز یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تمام مسلمانوں کے لیئے ایک واجب الاقتداء، امام تیار کروایا تھا۔ یہ کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ آپ اس میں دیدہ دانستہ اغلاط چھوڑ دیتے کہ ان کو اہل عرب خود درست کر لیں گے، انہوں نے جب زبان دان اور فصیح و بلیغ ہونیکے باوجود ان اغلاط کو درست نہ کیا تو دوسروں سے اِس کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

جواب سوم: حضرت عثمانؓ کا یہ دستور اور طرز عمل تھا کہ وہ نہایت غور و خوض اور کمالِ دقت و باریک بینی سے قرآن کریم کا ایک ایک جز ملاحظہ فرماتے تھے۔ اور اس کے اغلاط کی تصیحح فرماتے تھے۔

ابو عبید نے عبدالرحمان بن ہانی سے جو کہ حضرت عثمانؓ کے غلام ہیں، نقل کیا ہے کہ میں حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر تھا، آپکے پاس مصحف کا ایک جز لایا گیا۔ جس میں "لم یتسن" اور "لاتبدیل للخلق"، اور "فامھل" لکھا ہوا تھا۔ آپنے یہ جز حضرت ابیّ بن کعب کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے قلم دوات منگوائی اور "لم یتسن" میں "ہ" کا اضافہ کیا۔ "للخلق" میں ایک لام مٹا کر "لخلق اللہ" لکھا اور "فامھل" محو کر کے "فمھّل" لکھ دیا۔ اتقان صفحہ ۱۸۳ ج ۱

ابن انباری فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی اس فرض شناسی اور حزم و احتیاط کے باوجود یہ کیسے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ آپنے قرآن میں لحن ملاحظہ فرما کر اس کو ویسے ہی لکھا رہنے دیا۔

جواب چہارم: بالفرض اگر یہ فقرہ درست بھی مان لیا جائے تو اس کو صحیح محمل پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ کہ عربی زبان میں لحن کے مختلف معانی ہیں، مثلاً قرأۃ، لغت وغیرہ یہاں غلطی کا مراد لینا غلطی ہے، بلکہ یہاں اس سے ایک خاص طریقۂ تکلم مراد ہے اِس صورت میں ان فیہ لحناً کا مطلب ہوگا ای فی القرآن ورسم مصحفہ وجہاً فی القرأہ لاتلین بہ السنۃ العرب یعنی قرآن کریم میں قرأۃ کی ایک وجہ ایسی ہے جو زبانوں پر ثقیل ہے۔ لیکن جب عرب اسے بار بار تلاوت کریں گے تو ان کی زبانیں اس کے ساتھ مانوس ہو جائیں گی۔ اور وہ اِس کو سہولت اور نرمی کے ساتھ پڑھنے لگیں گے۔ اور پہلی صعوبت اور کلفت دور ہو جائیگی مثلاً قرآن کریم میں ہے ۔ (ولتعرفنھم فی لحن القول) آپؐ ان کو ان کے طرز تکلّم اور انداز گفتگو سے پہچانتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کی مراد بھی مذکورہ فقرہ سے یہی تھی

جواب پنجم: لحن سے مراد خطأ لفظی نہیں بلکہ خطأ رسمی در رسم الخط کی غلطی، ہے اور وہ خطا بھی عرفی نہیں۔ بلکہ قاعدہ کے لحاظ سے اسے خطاء کہا جائیگا۔ علماء اس پر متفق ہیں کہ المکتوب علی طبق المنطوق یعنی مکتوب منطوق کے مطابق ہونا چاہیئے مطلب یہ ہے کہ الفاظ جس طرح بولے جائیں اسی طرح لکھے جائیں۔ لیکن رسم قرآن میں اس قاعدہ سے کچھ فرق ہے۔ مثلاً اقیموا الصّلوۃ واٰتوا الزّکوۃ میں واو مکتوب ہے منطوق نہیں، حضرت عثمان کا اس جملہ سے مقصد یہ ہے کہ گو رسم قرآن میں اس قاعدہ سے کچھ تجاوز ہے لیکن عرب اسے ٹھیک اور درست کر لیں کیونکہ ان کا معروف رسم الخط بھی یہی تھا

دوسرا شبہ:

* سعید ابن جبیر سے روایت کہ والمقیمین الصّلوۃ پڑھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ کاتبوں کی غلطی ہے۔

جواب: اس کا جواب بھی وہی ہے کہ لحن کے متعدد معانی ہیں۔ یہاں اس سے مراد طرز و انداز ہے، یعنی کاتبوں کے لکھنے کا ایک انداز یہ ہے اور دوسرا طرز والمقیمون ہے۔

اس میں دو قرأتیں ہیں۔ جمہور اسے یاء کے ساتھ منصوب پڑھتے ہیں۔ اور ایک جماعت جن میں ابو عمرو، یونس اور ہارون ہیں۔ وہ اس کو واؤ کے ساتھ مرفوع پڑھتے ہیں۔ اِن میں سے ہر ایک کی وجہ صحیح اور درست ہے "اٰن من القاعدۃ قطع المنعوت" کہ اگر چند صفات اکٹھی ہو جائیں تو ان میں سے بعض کو مرفوع پڑھتے ہیں اور بعض کو منصوب، یہاں بھی اسی قاعدہ کے مطابق بعض کو مرفوع لائے اور بعض کو منصوب۔ بعض دفعہ مدح یا اختصاص کی بنا پر بھی منصوب پڑھا جاتا ہے۔

تو اس صورۃ میں والمقیمین الصلواہ کا معنی ہوگا "امدح المقیمین"۔ اگر اختصاص کے لیئے ہو تو پھر اخص یا اعنی کا لفظ نکالیں گے۔

٭ ٭ ٭ ٭

تیسرا شبہ

اللہ تعالیٰ کے قول حتّٰی تستانسوا و تسلّموا میں حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ یہاں کاتب نے غلطی کی، صحیح اور درست حتّٰی تستاذنوا ہے۔

مستشرقین کہتے ہیں کہ دیکھیے حضرت ابن عباس رضؓ نے قرآن میں غلطی کا اقرار و اعتراف کیا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن کریم میں اغلاط پائے جاتے ہیں۔

جواب اوّل: ابو حیان رحؒ نے بحر المحیط میں فرمایا ہے کہ من روی عن ابن عباس رضؓ انہ قال ذلک فھو طاعن فی الاسلام ملحد فی الدین وابن عباس رضؓ بریٔ من ھذا القول۔

یعنی جس شخص نے حضرت ابن عباس رضؓ سے یہ روایت کیا ہے، وہ ملحد اور دین میں طعنہ کرنیوالا ہے، حضرت ابن عباس اس سلسلہ میں بری ہیں۔ یہ اعداء اسلام کی شرارت و خباثت ہے۔

جواب دوم: ابن ابی حاتم رحؒ، ابن انباری رحؒ، ابن جریر رحؒ اور ابن مردویہ رحؒ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تستانسوا کی تفسیر "تستاذنوا" سے کی ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضؓ کی اپنی قرأت بھی "تستانسوا" ہے۔ انہوں نے تستاذنوا سے صرف تفسیر کی ہے۔

جواب سوم: قرأء نے "تستانسوا" کی قرأت کے علاوہ اور کوئی قرأت روایت نہیں کی۔ اگر حضرت ابن عباس رضؓ سے یہ نقل صحیح ہوتی۔ تو قراء اسے ضرور نقل کرتے۔

جواب چہارم

اگر ہم اس روایت کو صحیح بھی مان لیں تو بھی یہ خبر احاد ہے اور "تستانسوا" کی قرأت متواتر ہے، قاعدہ ہے کہ جو قرأت قرأت متواتر کے معارض ہو وہ ساقط ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ قرأت غیر معتبر ہوگی۔ نہ یہ قابلِ التفات ہے اور نہ ہی قابل اعتماد

چوتھا شبہ

مستشرقین اور اعداء اسلام کہتے ہیں کہ کیا حفاظت قرآن اور جمع قرآن پر طعن کے لیے کافی نہیں جو ابن انباری نے بواسطہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے پڑھا۔

افلم ییئس الذین امنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا ط

جب آپ اس طرح آیت تلاوت فرما چکے تو حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ مصحف میں تو "افلم ییأس الذین امنوا" ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا گمان یہ ہے کہ کاتب نے اسے اونگھتے ہوئے لکھا ہے

جواب: یہ روایت ابن عباس رضؓ سے صحیح نہیں۔ ابن حیان نے بحر المحیط میں لکھا ہے۔ بل ھو قول ملحد زندیق (یہ کسی ملحد اور زندیق کا قول ہے)

علامہ زمخشری نے کشاف میں فرمایا ہے نحن ممن لا یصدق ھذا فی کتاب اللہ الذی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ:

یعنی اللہ تعالیٰ کی وہ کتاب مقدس جس میں باطل کی ذرہ بھر گنجائش نہیں جس کے نہ آگے سے باطل آسکتا ہے اور نہ ہی پیچھے سے، اس کے متعلق ہم یہ باور نہیں کر سکتے کہ اس میں اس قسم کے اغلاط راہ پا جائیں۔ یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ مصحف عثمان رضؓ جسے جمع کرنے کا فریضہ حضرت عثمان رضؓ نے صحابہ کرام رضؓ کی ایک جماعت کی معیت میں انجام دیا ہے اور جس کا ایک ایک جز تحریر ہو کر حضرت عثمان رضؓ کی باریک بین نگاہوں سے گذرتا رہا اور جس کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف اور ایک ایک نقطہ اور شوشہ کو حضرت عثمان رضؓ نہایت دقت، تیقظ، حزم و احتیاط اور پورے غور و خوض سے ملاحظہ فرماتے رہے۔ اس میں اس قسم کی صاف، صریح اور واضح غلطیاں کسطرح راہ پا سکتی ہیں۔ اس کے بعد علامہ زمخشری رقمطراز ہیں۔

ھذا واللہ فریۃ ما فیھا مریۃ

یعنی بخدا یہ ایک بہتان ہے، اس کے بہتان ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں۔

پانچواں شبہ

سعید بن منصور نے بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس رضؓ اللہ تعالیٰ کے قول وقضٰی ربّک الّا تعبدوا الّا ایّاہ۔ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہاں اصل میں وَوَصّٰی رَبُّکَ تھا۔ واو صاد سے مل گئی تو اسے وقضٰی پڑھا جانے لگا۔

ابن اشتہ کی تخریج میں

حضرت ابن عباس رضؓ کے یہ الفاظ منقول ہیں کہ کاتب نے سیاہی قلم سے زیادہ لگائی، بنا بریں لکھتے وقت واو صاد سے مل گئی۔ ابن عباس رضؓ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پر وَوَصّٰی رَبُّکَ نازل کیا ہے۔ لیکن کاتب سے لکھتے وقت دو واؤں میں سے ایک واو صاد کے ساتھ مل گئی۔ لوگ اسے وقضٰی پڑھنے لگے۔ اگر یہ لفظ وقضٰی ہوتا تو کوئی شخص شرک کا ارتکاب نہ کر سکتا

مناہل عرفان صفحہ ٢٨ - الاتقان صفحہ ١٨٥ ج ١

اس شبہ کے چند جوابات ہیں۔

جوابِ اوّل: ابن انباری نے فرمایا ہے کہ ھٰذہ الرّوایات ضعیفۃ: یہ روایات ضعیف ہیں۔

جواب دوم: یہ روایات قرأت متواترہ قاطعہ کے معارض ہیں قرأۃ متواترہ "وَقَضٰی" ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جو روایات، روایت متواترہ کے معارض ہوگی۔ وہ ساقط ہوگی۔

جواب سوم: خود ابن عباس رضؓ سے یہ مشہور روایت ہے کہ انہوں نے وَقَضٰی پڑھا۔ یہ روایت اس بات پر دلیل ہے کہ ان روایات میں حضرت ابن عباس رضؓ کی طرف جو باتیں منسوب ہیں وہ اعداءِ اسلام کی دسیسہ کاریاں، ریشہ دوانیوں اور ان کے خبث باطن اور شرارت نفس کا ثمرہ اور نتیجہ ہیں۔

ابو حیان رحؒ نے بحر المحیط میں کہا ہے کہ وَقَضٰی تواتر سے منقول و مروی ہے۔ اِس قسم کی ساقط، ضعیف اور کمزور روایات سے ملحد ہی استدلال کر سکتا ہے۔

چھٹا شبہ: ابن اشتہ اور ابن ابی حاتم نے بطریق عطاء حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے۔ "مثل نورہ کمشکوٰۃ" کاتب کی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت ہی بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کا نور، نور مشکوٰۃ کی مانند ہو۔ یہاں تو نور مؤمن کی مثال بیان کی جا رہی ہے۔ اصل میں آیت یوں تھی۔ مثل نور المومن کمشکوٰۃ

اس شبہ کے چند جوابات ہیں۔

جواب اوّل: یہ روایت قرأۃ متواترہ کے معارض ہے۔ لہٰذا مردود اور ساقط ہے۔

جواب دوم: قراء میں سے کسی نے بھی یہ نقل نہیں کیا کہ حضرت ابن عباس رضؓ مثل نور المومن پڑھتے ہوں، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ جسے خود خطا سمجھتے ہوں اس کو تو پڑھتے ہوں اور جسے صحیح اور درست تصوّر فرماتے ہوں اسے کبھی بھولے سے بھی نہ پڑھا ہو۔ لہٰذا یہ روایات صریح جھوٹ اور افتراء ہے اگر اسے حضرت ابی رضؓ بن کعب کی طرف منسوب کرتے تو قدرے معقول بات ہوتی۔ اس لیے کہ شاذ قرأتوں میں روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے "مثل نور المومن" پڑھا۔

<u>جواب کا ایک دوسرا انداز:</u>

حضرت ابن عباس رضؓ سے ان شکوک و شبہات کے بارے میں جو کچھ روایت کیا گیا ہے، اس کا ایک طریقہ سے بھی دفع کرنا ممکن ہے، وہ یہ کہ حضرت ابن عباس رضؓ نے حضرت زید رضؓ بن ثابت اور ابی رضؓ بن کعب سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ اور یہ دونوں بزرگ قرآن کے جمع کرنے میں شریک تھے زید رضؓ بن ثابت تو حضرت ابوبکر رضؓ کے دور خلافت میں بھی یہ فریضہ انجام دے چکے تھے۔ اور کاتبِ وحی تھے۔ اور جو کچھ لکھتے تھے حضور علیہ السلام کے ارشاد اور حکم سے لکھتے تھے۔ اس صورت کے پیش نظر یہ محال ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ صادر ہو جس سے جمع قرآن یا رسم قرآن پر اعتراض کی بُو آتی ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضؓ، حضرت زید رضؓ بن ثابت سے اور ابی رضؓ بن کعب سے قرآن کریم اخذ بھی کریں اور پھر انہیں پر معترض بھی ہوں

ساتواں شبہ: ہشام بن عروہ اپنے والد ماجد عروہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول

اِنْ ھٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ" اور والمقیمین الصلوٰۃ والمؤتون الزکوٰۃ" اور ان الذین امنوا والذین ھادو والصابئون

میں لحن کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ان آیات ثلٰثہ میں نحوی اغلاط ہیں۔ حضرت عائشہ رضؓ نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے بھتیجے یہ کاتبوں کا عمل ہے۔ انہوں نے لکھنے میں غلطی کی۔

علامہ سیوطیؒ نے اس روایت کے متعلق فرمایا کہ اس کی سند علیٰ شرط الصحیحین
اس شبہ کے جوابات درج ذیل ہیں۔

جواب اول: ہمارے ہاں نحو کی جو کتابیں مروّج ہیں وہ بالعموم نحو بصری کے مطابق ہیں۔
ان میں نحو کوفی کا خیال نہیں رکھا گیا۔
اس لیئے جب ہم کوئی ایسی آیت کریمہ دیکھتے ہیں جو نحو بصری کے پر پوری نہیں اترتی۔ تو ہم اسے غلط سمجھتے ہیں جیسا کہ علامہ آلوسیؒ نے و اتقوا اللہ الذی تساءلون به و الارحام کے تحت لکھا ہے، بصری قاعدہ یہ ہے کہ اذا عطف علی الضمیر المجرور اعید الخافض،، یہ آیت اس قاعدہ کے مطابق نہیں۔
قرآن کریم نحو بصری کا پابند نہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کی بعض دوسرے قبائل کی لغات پر ہیں۔ عرب کے بعض قبائل مثلاً بنی کنانہ، بنی حارث اور بنی ہذیل کی لغت یہ ہے کہ وہ تثنیہ کو احوالِ ثلثہ میں ایک ہی حالت پر رکھتے ہیں۔ یعنی تثنیہ کا الف تینوں حالتوں میں برقرار رکھتے ہیں۔ یہاں بھی تثنیہ انہیں کی لغت کے مطابق ہے۔

جواب دوم: "اِنْ ہذان،، میں "اِن،، کا اسم "ہذان نہیں بلکہ وہ محذوف ہے۔ اور وہ ضمیر شان ہے۔ ضمیر شان "اِن،، کا اسم ہے "ہذان لساحران،، مبتدا خبر نہیں بلکہ دونوں مل کر "اِن،، کی خبر بن رہے ہیں۔

جواب سوم: "اِن" یہاں نعَم کے معنی میں ہے۔

جواب چہارم: اِنْ کا اسم ضمیر قصّہ ہے اور وہ "ہا" ہے۔ "ھٰذانِ لَسٰحِرٰنِ،، مبتدا خبر ہیں۔ اور یہ دونوں مل کر اِنْ کی خبر بن رہے ہیں۔

جواب پنجم: امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ میرے لیئے ایک اور جواب ظاہر ہوا۔ اور وہ یہ کہ یہاں "ھٰذان" میں الف "لساحران" کی مناسبت سے لایا گیا ہے۔ جیسا کہ "سَلٰسِلاً" کو "اغلالاً" کی مناسبت سے تنوین دی گئی ہے اور جیسا کہ سَبَاٍ کو نَبَاٍ کی مناسبت سے منوّن کیا گیا ہے۔ ایسے ہی یہاں لساحران کی مناسبت سے ہذان میں الف لایا گیا ہے۔

والمقیمین الصّلوۃ پر اعتراض

کے چند جوابات ہیں جو ذیل میں مذکور ہیں۔
۱۔ یہ مشہور قاعدہ "قطع النعوت" کے کے مطابق ہے۔ یعنی قاعدہ ہے کہ ایک موصوف کی چند صفات ہوں تو ان میں سے بعض کو مرفوع پڑھتے ہیں اور بعض کو منصوب اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔
۲۔ اس کا عطف "یومنون بما انزل الیك،، میں ضمیر مجرور پر ہے۔
ای یومنون بالمقیمین الصّلوہ وھم الانبیاء۔ یعنی وہ نماز قائم کرنیوالوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور وہ انبیاء ہیں۔ بعض نے کہا وہ ملائکہ ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ تقدیر عبارت یوں ہے۔
یومنون بدین المقیمین نماز قائم کرنے والوں کے دین پر ایمان لاتے ہیں۔
۳۔ اس کا عطف "من قبلك" میں "ک" پر ہے۔
۴۔ اس کا عطف "الیکَ" کے "ک" پر ہے۔
۵۔ اس کا عطف "منہم،، کی ضمیر پر ہے۔ ان وجوہ کو ابوالبقاء نے ذکر کیا ہے

والصابئون: اس پر وارد شدہ اعتراض کے چند جوابات ہیں۔
۱۔ جواب یہ ہے کہ یہ مبتداء ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے۔ "والصابئون کذلك"
۲۔ ان نعم کے معنی میں ہے۔ فالذین امنوا اور اس کا مابعد موضع رفع میں ہے۔ اور صابئون کا اس پر عطف ہے۔
۳۔ اس کا عطف "ھادُو" کی ضمیر پر ہے جو فاعل ہے۔
۴۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بسند صحیح ثابت نہیں کہ انہوں نے اس کو یاء کے ساتھ پڑھا ہو، بغیر واؤ کے، لہذا یہ بات معقول نہیں کہ انہوں نے کتابت بالواؤ کا تخطیہ کیا ہو۔

بقیہ: تعارف و تبصرہ

کے نام ہیں اور ان کا ایک ایک لفظ دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں مولانا کے اندرونی احساسات کا غماز ہے۔
ہم اس خوبصورت کتاب کے مطالعہ کی زبردست سفارش کرتے ہیں۔ مجلد کتاب ۱۳/۵۰

مریض کو شفا اللہ تعالیٰ دیتا ہے

محمد شفیع عمرالدین (میرپور خاص سندھ)

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ط
(شعراء آیت ۸۰)

ترجمہ: اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی (اللہ تعالیٰ) مجھے شفا دیتا ہے
لہذا بندہ کو ہر حال میں بیماری سے صحت اور دوسری سب حاجتوں کے لیئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرنا چاہیئے، مرض سے شفا اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے، دوا میں صحت اور تاثیر وہی پیدا فرماتا ہے، وہ چاہے تو معمولی دوا سے بندہ صحت یاب ہو جائے، وہ نہ چاہے تو ماہر ڈاکٹر اور قابل طبیب کا علاج بھی کارگر نہ ہو۔ اور نہایت ہی مجرب اور قیمتی دوائیں فائدہ نہ کریں۔
حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے پھر جب وہ دوا بیماری کو پہنچے تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے صحت حاصل ہوتی ہے (مشارق الانوار حدیث نمبر ۱۴۷۹ ف)، یعنی حقیقت میں ہر ایک بیماری کی دوا علمِ الٰہی (جلّ شانہ) میں ٹھہر چکی ہے۔ گو اطباء کو معلوم نہ ہو پھر فرمایا کہ باوجودیکہ ہر بیماری کی دوا ہے لیکن وہ اپنی "تاثیر" میں مستقل نہیں حکیم مطلق (جلّ شانہ) کے حکم کی محتاج ہے یہی وجہ ہے کہ سَو بار کی آزمائی ہوئی دوا بعضی جگہ مطلق نہیں اثر کرتی۔ (ایضا)۔
لہٰذا شفا کے لیئے اللہ تعالےٰ پر پورا بھروسہ اور توکل رکھیں، وہی دوا میں تاثیر پیدا فرمائے گا۔
حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہٗ نصیحت فرماتے ہیں کہ: "اپنی خاطر جمع رکھیں۔ اور صحت کو یقیناً تصور کریں کہ اللہ تعالےٰ صحت عطا فرمائے گا۔ لہذا،

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس
زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

نیز جس دوا میں کوئی حرام چیز کا جز ملا ہوا ہو اس کا استعمال حرام ہے، اس سے اجتناب کریں۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی پیدا کی ہے اور بیماری کی دوا بھی۔ اور ہر بیماری کی ایک دوا مقرر فرمائی ہے۔ تم دوا سے علاج کرو۔ لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو (مشکوٰۃ ۲/۴)
نیز اگر دوا میں کوئی ناپاک جز شامل ہو تو دوا بھی استعمال نہ کرو۔
حدیث، حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم نے خبیث (نجس) دوا سے منع فرمایا ہے (ایضاً)

بیماری سے گناہ دُور ہوتے ہیں

حدیث: مسلمان پر جو تکلیف بھی آتی ہے خواہ کانٹا ہی (چبھا) ہو یا اس سے بھی کم۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے گناہ دور کر دیتا ہے، جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (بخاری)
حضرت سیدنا شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:
ہر فرحت و غم اور مُسرّت و الم جو پیش آئے اُسے حق تعالےٰ کی طرف سے سمجھیں اور کہیں کہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور غم کے نازل ہونے پر خوش رہیں اور الم کے پہنچنے پر ہنس مکھ رہیں۔ کیونکہ غم والم محبوبِ حقیقی جلّ شانہٗ کی طرف سے ہیں۔ اس لیئے مرغوب ہیں۔ اور جو کچھ دوست کی طرف سے آئے اس میں دوست کی مصلحت ہی ہوتی ہے۔ (درالمعارف صد ۲۵-۲۶)
عارف کو چاہیئے کہ اسے "منع و عطا" اور "جور و جفا" کا جو واقعہ پیش آئے، اس کو اللہ تعالےٰ کا فعل سمجھے (درالمعارف صد ۶۲)
لہٰذا بیماری کو بُرا نہ کہنا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اس کی وجہ سے گناہ دُور فرماتا ہے۔
ایک حضرت صحابیہ رضی اللہ عنہا

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

اسلام اور ہندومت

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس سرہ کی شخصیت آپ کے علمی و دینی کارنامے اور آپ کی جہادی سرگرمیاں ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار شپرہ چشم لوگ ہی کر سکتے ہیں!

جب مسلمان قوم کی بدقسمتی سے اس کا اقتدار برصغیر میں ختم ہو گیا تو اس کے ساتھ ہی فتنوں کا باب کھل گیا اور فکری طور پر مسلمانوں پر یلغار شروع ہو گئی جس کے اسباب پر گفتگو کا یہاں موقعہ نہیں۔ اس دور کے فتنہ جو لوگوں میں پنڈت دیانند سرسوتی کا نام سرفہرست ہے جس نے ملک کے مختلف حصوں میں مسلمان قوم کے خلاف اپنی معاندانہ سرگرمیاں جاری رکھیں لیکن جب آپ مرد درویش یعنی حضرت نانوتوی سے اس کا پالا پڑا تو وہ اس طرح غائب ہوا کہ پھر اسے دوبارہ اس قسم کی جرأت نہ ہوئی ——— پنڈت دیانند سرسوتی نے رڑکی وغیرہ میں ہنگامہ تقریر تو جاری رکھا لیکن وہ آپ کا سامنا نہ کر سکے تاہم آپ نے ان کے اعتراضات کا مفصل و شافی جواب دیا۔ اور مجمع عام میں لوگوں کو اسلام کی حقانیت اور ہندومت کی غلطیوں سے آگاہ کیا۔ اس ضمن میں آپ نے جو رسائل سپرد قلم فرمائے ان میں ایک یہ رسالہ بھی ہے جس کا اصل نام "انتصار الاسلام" تھا۔ دارالعلوم دیوبند جو حضرت نانوتوی کا لگایا ہوا پودا ہے اور اب "شجرہ طیبہ" کا روپ دھار چکا ہے اس کے ایک فاضل و بزرگ مولانا اشتیاق احمد صاحب نے اس رسالہ کی تسہیل و تشریح کا فریضہ انجام دیا ہے وہی نسخہ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور نے ظاہری طور پر خوب محنت کر کے شائع کیا ہے جو بڑی عظیم خدمت ہے۔ ہدیہ. بکس بورڈ ۱۲/- روپے مجلد ڈرائی وار ۱۸/- روپے۔

ارشادات ومکتوبات

حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب قدس سرہ ان اعاظم رجال میں سے تھے جن پر ایک زمانہ فخر کرتا ہے۔ اسی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ جو اس دنیا میں رہ کر ایسے کام کر جاتے ہیں جو لاکھوں بندگانِ خدا کی فلاح و بہتری کا ذریعہ بنتے ہیں۔ حضرت مولانا کی تحریک تبلیغ اور اس کے مبارک اثرات آج ساری دنیا میں محسوس ہو رہے ہیں اور لاکھوں اللہ کے بندے ایسے ہیں جو اس مبارک محنت کے سبب دین و ایمان کے اعتبار سے پختہ کار مسلمان ہو چکے ہیں۔

اس قسم کے حضرات کی گفتگو اور مکتوبات کا ایک ایک لفظ ایسا ہوتا ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے اسی طرح ہدایت کا ذریعہ بنتا ہے جس طرح ان کے دور میں موجود لوگ ان سے براہ راست فیض حاصل کرتے ہیں۔ مولانا افتخار احمد فریدی ملت کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے حضرت مولانا کے ارشادات و ملفوظات کو بڑے سلیقہ اور عمدگی سے مرتب کیا ہے۔ ملفوظات کے ساتھ ساتھ حضرت والا کے منتخب مکاتیب بھی فاضل مرتب نے جمع کر دیئے ہیں۔ یہ مکتوبات برصغیر کے صف اول کے علماء و عمائدین

(باقی ۳۰ پر)

ابوطیب انصاری

دُنیا کے بُت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

پیارے بچو! دنیا میں انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بیشمار نبی اور پیغمبر دنیا میں بھیجے ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے جلیل القدر بلند مرتبے والے پیغمبر گزرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے اور کفر و شرک کے خلاف جہاد کی راہ میں انہوں نے ان گنت قربانیاں دیں اور بڑی بڑی آزمائشوں گزرے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیمؑ کے بارہا امتحان لئے اور وہ ہر امتحان میں پورے اترے۔

عزیز بچو! آپ نے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ پڑھا ہوگا کہ کس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پاکر اپنے جان سے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو قربانی کے لئے پیش کر دیا تھا اور باپ بیٹا دونوں نہایت خوشدلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی اس نیکی کو اتنا قبول کیا کہ بچہ بھی بچالیا اور آخرت تک ان کے اس فعل کو ہر مسلمان کے لئے ضروری قرار دے دیا تاکہ نیک لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی رہے۔ اب اس عظیم قربانیوں کا اجر اور برکات ملنا شروع ہو گئیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ شروع میں وہ اپنے نیک بندوں کے امتحان لیتے ہیں اور ان کو آزمائش اور تکالیف میں مبتلا فرماتے ہیں۔ جب وہ نیک اور محبوب بندے ان امتحانات میں سے کامیابی کے ساتھ اور ثابت قدمی کے ساتھ گزر جاتے ہیں تو پھر ان کیلئے انعامات اور احسانات کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ، اور آپ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ سے خانہ کعبہ کی تعمیر کرائی!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ابتدائی سال انتہائی تکلیف دہ اور امتحانات سے بھرے ہوتے ہیں۔ مگر آخر میں اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے بہت سے حصہ پر فتح اور غلبہ عطا فرما دیا۔ اس لئے یہ شبہ نہ ہونا چاہیئے کہ نیک اور اچھے لوگ ہمیشہ تکلیف میں رہتے ہیں اور پھر اس دنیا کے بعد قیامت کے دن تک تو صرف اور صرف نیک لوگوں کو ہی جنت ملے گی حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت حاجرہؓ کو مکہ کی اس سرزمین پر چھوڑ آئے جو کہ غیر آباد تھی یہ زمین آباد ہونا شروع ہو گئی اور چند قافلوں نے وہاں پانی دیکھکر مستقل قیام کرنا شروع کر دیا کیونکہ عرب کے علاقہ میں پانی بہت کم ہوتا تھا۔ لوگ پانی کی تلاش میں پھرتے رہتے تھے۔ جہاں چشمہ وغیرہ پالیتے وہیں آبادی اختیار کر لیتے حضرت ابراہیم علیہ السلام خود فلسطین میں پہلی بیوی حضرت سارہؓ کے پاس تشریف لے آئے۔ [illegible] لیکن اکثر آپ مکہ مکرمہ [illegible] کر اپنے بیٹے اور بیوی سے ملاقات کر لیا کرتے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں میرے گھر بیت اللہ کی تعمیر کرو اور تمہاری قربانیوں کی وجہ سے یہ اعزاز تم کو اور تمہارے فرزند کو عطا کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ تشریف لائے اور اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے ذکر کیا تو دونوں نے اس کی تعمیر کا کام شروع کر دیا چونکہ شروع کے نشانات مٹ چکے تھے اور کوئی علامت

نظر نہ آتی تھی تو فرشتوں نے ان کو وہ جگہ بتائی وہاں دونوں حضرات نے کھدائی شروع کی اور زمین کے نیچے سے جب نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے تو پھر اس کے اوپر کعبۃ اللہ کی بنیاد رکھ کر تعمیر شروع کردی۔ اس تعمیر کو یہ شرف اور فضیلت اور بڑائی حاصل ہے کہ بنانے والے ابراہیم خلیل اللہ اور گارا دینے والے حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ ہیں جب اس گھر کی دیواریں اوپر اٹھتی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچ پاتا تو وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہیں اوپر ہو جاتا اور آپ پھر تعمیر شروع کردیتے وہ پتھر وہ یادگار ہے جو آج تک محفوظ ہے اور اس کو مقام ابراہیم کہا جاتا ہے اور وہاں ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ دو رکعت نماز طواف کے بعد ادا کرے، جب تعمیر حجر اسود کے مقام تک پہنچی تو جبرئیل امین نے حضرت ابراہیم کی رہنمائی کی اور سامنے ایک پہاڑی میں جنت کا پتھر حجر اسود محفوظ تھا۔ وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لگاکر اس کو اس مقام پر فٹ کردیا۔ جب بیت اللہ مکمل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل سے کہا کہ یہ تمام لوگوں کا قبلہ اور لوگوں کے لئے جھکنے کی جگہ ہے۔ نمازیں اس طرف رُخ ہوگا اور یہ توحید الٰہی کا مرکز ہوگا۔ تمام مسلمان اس طرف آئیں گے۔ اس پر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام نے دعا کی اے اللہ یہاں رہنے والوں کو نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کو ادا کرنے کی ہدایت دے۔ ان کے لئے پھلوں میووں اور دیگر کھانے کی چیزوں میں فراخی عطا فرما اور تمام دنیا کے لوگوں کو اس کی طرف متوجہ فرما کہ وہ اس طرف آئیں، وہ دور دراز سے آئیں اور مناسب حج ادا کریں اور ہدایت کے مرکز میں جمع ہو کر اپنے دامن کو سعادت اور نیکی سے بھریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرمایا اور بیت اللہ کو امن اور سکون کا مقام بنایا۔

لوگوں کے لئے ہدایت کا مرکز قرار پایا۔ نبی الزماں کا مقام پیدائش بنایا شرک اور فضولیات سے اس کو پاک وصاف بنایا۔ آج اس کی برکت ہے کہ لاکھوں افراد ہر سال حج کرتے ہیں اور ہدایت سے اپنا دامن بھر کر اور گناہوں سے پاک ہو کر نکلتے ہیں آج یہاں ہر موسم میں ہر طرح کے پھل اور میوہ جات ملتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل کے بارہ لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی جس کا توراۃ میں ذکر ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ایک سو چھبیس سال کی عمر میں انتقال ہوا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ بچو آپ نے دیکھا کہ نیکی کا کتنا اچھا بدلہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعمیر کا مرتبہ بھی عطا فرمایا اور قرآن مجید میں بھی آپ کا ذکر فرمایا کہ یاد کیجئے آپ حضرت اسمٰعیل کے قصہ کو۔ بیشک وہ وعدہ پورا کرنے والے اور سچے رسول اور نبی تھے۔ بچو اس قصہ سے سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور ان کے مطابق عمل کریں تو پھر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں کامیابی عطا فرمائیں گے۔

بقیہ : مریض کو۔۔۔

تپ میں مبتلا تھیں۔ انہوں نے تپ کو کہا لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا خدا اس کو بے برکت کرے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى تپ کو گالی نہ دو۔ اسے بُرا نہ کہو۔ کیونکہ وہ آدمؑ کی اولاد کے گناہوں کو دور کرتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کا میل دور کرتی ہے۔ (مشارق الانوار حدیث نمبر ۹۵۲)

ف، ہرچند ظاہر میں تپ سے تکلیف پہنچتی ہے لیکن جب اس کے سبب سے گناہ دُور ہوئے تو اس کو بُرا نہ کہنا چاہیئے کہ یہ بے صبری کا نشان ہے، اسی طرح ہر بیماری کا حال ہے، (ایضاً)

عورتوں کا صفحہ

مکتوبِ ریاض

بنام عزیزہ سلمہا

ریاض (سعودی عرب) میں مقیم ایک نیک دل ڈاکٹر صاحب نے اپنی بچی کو خط لکھا۔ جس کی افادیت کے پیش نظر اسے شائع کیا جا رہا ہے۔ تاکہ قوم کی تمام بچیاں ان نصائح کو اپنے پلّے باندھ سکیں۔ ہم اس مکتوب کے ارسال کرنے پر اپنے قدیم مہربان مرحوم بیئر صاحب آف ملتان کے مشکور و ممنون ہیں۔ (ادارہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا خط ملا اور خط پاکر بہت خوشی ہوئی خاص طور پر اس بات پر بھی بہت ہی خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپکو نیک۔ صالح اور شفیق سسر اور ساس عطا کی ہیں اور آپکے خاوند ایک نیک والدین کی اولاد میں سے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کی اعلیٰ بارگاہ میں دعا ہے کہ آپ کو اپنے خاوند کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے شفیق ومحترم سسر صاحب، اور محترمہ ساس صاحبہ اور شفیق بہن یعنی آپ کی نند صاحبہ کے حقوق کی ادائیگی کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

حضرت اسماءؓ بنت یزید انصاریؓ صحابیہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں مسلمان عورتوں کی طرف سے بطور قاصد آپکی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔

بیشک آپکو اللہ جل شانہ نے مرد وعورت دونوں کی طرف نبی بناکر بھیجا ہے۔ اسلیئے ہم عورتوں کی جماعت آپ پر ایمان لائی اور اللہ جل شانہٗ پر ایمان لائی۔ لیکن ہم عورتوں کی جماعت مکانوں میں گھری رہتی ہے۔ پردوں میں بند رہتی ہے۔ مردوں کے گھروں میں مردوں کی خواہش ہم سے پوری کی جاتی ہے، ہم ان کی اولاد کو پیٹ میں اٹھائے رہتی ہیں۔ اور ان سب باتوں کے باوجود مرد بہت سے ثواب کے کاموں میں ہم سے بڑھے رہتے ہیں۔ جمعہ میں شریک ہوتے ہیں، جماعت کی نمازوں کا ثواب حاصل کرتے ہیں، بیماروں کی عیادت کرتے ہیں۔ جنازوں میں شرکت کرتے ہیں حج پر حج کرتے رہتے ہیں۔ اور ان سب سے بڑھ کر جہاد کرتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ حج عمرہ یا جہاد کے لیئے جاتے ہیں تو ہم عورتیں ان کے مالوں کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے لیئے کپڑا بنتی ہیں، ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ کیا ہم ثواب میں اُنکی شریک نہیں؟

حضور صلے اللہ علیہ وسلم یہ سنکر صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا غور سے سن اور سمجھ اور جن عورتوں نے تجھکو بھیجا ہے ان کو بتا دے کہ عورت کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور اس کی خوشنودی کو ڈھونڈھنا اور اس پر عمل کرنا ان سب چیزوں کے ثواب کے برابر ہے، حضرت اسماءؓ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوتی ہوئی واپس ہوگئیں مطلب یہ ہے کہ اپنے خاوند کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا بہت ہی قیمتی چیز ہے، مگر اکثر عورتیں اس نعمت سے محروم بلکہ بہت ہی غافل اور بے خبر ہیں۔

۲۔ صحابہ کرامؓ نے ایک مرتبہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ عجمی لوگ اپنے بادشاہوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں۔ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم آپکو سجدہ کیا کریں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی

کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں پھر حضورؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے "وہ عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے"۔

۳۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اللہ تعالےٰ اس عورت کو پسند فرماتا ہے جو اپنے شوہر کے ساتھ محبت کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے۔

۴۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک اونٹ آیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کو سجدہ کیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ جب یہ جانور آپکو سجدہ کرتا ہے۔ تو ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کو سجدہ کریں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

۵۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جو عورت اس حال میں مرے کہ خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں جائیگی۔ اور اگر عورت خاوند سے ناراض ہو کر علیحدہ رات گذارے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

۶۔ ایک حدیث شریف کا مضمون ہے کہ دو آدمیوں کی نماز قبولیت کے لیے آسمان کی طرف اتنی بھی نہیں جاتی کہ سر سے اوپر ہی ہو جائے۔ ایک وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہو۔ اور ایک وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہو۔

۷۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے کہ جو عورت پانچ وقت نماز ادا کرے رمضان مبارک کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے یعنی پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری کرے اور فرمانبرداری کرتی رہے اس کو اختیار ہے کہ جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں بے کھٹکے چلی جائے۔ عورتوں کے لیے کتنی آسانی ہے کہ ان چیزوں کے اہتمام سے جنت ملے اس لیئے اپنے خاوند کے ساتھ سوچ سمجھ کر رہنا چاہیئے تاکہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلّم بھی خوش ہوں۔ اور دنیا اور آخرت دونوں درست ہو جائیں۔ پس محبت کے ساتھ ساتھ خاوند کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ ذہن میں بٹھا لو کہ شوہر کا مرتبہ سب سے زیادہ ہے۔

محترمہ ساس صاحبہ اور محترم سسر صاحب کی خدمت کو ان کی تابعداری کا فرض جانو اور اسی میں اپنی عزت سمجھو، اپنا معاملہ شروع سے ہی ادب ولحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی وشفقت اور بڑوں کا ادب کیا کرو۔ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اس کی ٹوہ مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں۔ اور خواہ مخواہ یہ بھی خیال نہ کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوتی ہوں گی۔

یہ بھی ضروری خیال کرو کہ سسرال میں بے دلی سے مت رہو اگرچہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے لیکن جی کو سمجھانا چاہیئے نہ کہ وہاں رونے بیٹھ گئیں۔ اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار ہو تو میکے آکر چغلی نہ کھاؤ۔ سسرال والوں کی ذرا ذرا سی بات ماں سے نہیں کہنی چاہیئے اس کا نتیجہ جھگڑا اور لڑائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر پریشانی ہو تو اسی وقت دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھکر خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کر لیا کرو۔ کیونکہ سب کے دل خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور وہی دلوں کو پھیرنے والا ہے دوسروں کے دلوں میں محبت ڈالنے والا ہے۔

اگر خاوند کبھی غصہ ہو اور برا بھلا بھی کہے تو تم ضبط کرو۔ اور بالکل جواب نہ دو وہ چاہے کچھ بھی کہے تم چپکے بیٹھی رہو پھر دیکھنا دنیا وآخرت کی کامیابیاں تمہارے قدم چومیں گی۔ تمہاری یہ خاموشی تمہارے خاوند کے لیئے پشیمانی کا باعث بنے گی اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ وہ کبھی آپ سے غصہ نہ ہوں گے۔ خوب یاد رکھو: کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے۔ دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ صفائی اور قرینے کو اپنا شعار بناؤ۔ قناعت کا جذبہ اختیار کرو خدا تعالےٰ سے برکت کی دعا کرتی رہو۔ اپنے سے کم حیثیت کے لوگوں کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتی رہو۔

والسلام ... خیر اندیش

دکتور محمد اکرم شیخ ، بالریاض ، سعودی عرب

عثمانَ ذی النّورینؓ

حافظ نور محمد انورؔ

سلام اے فخرِ محبوبِ پیمبرؐ شانِ رحمانی
سلام اے مہرِ احمدؐ آشنائے رمزِ سبحانی

نبیؐ نے جب کہ اپنا ہاتھ تیرا ہاتھ فرمایا
تیری عظمت کی سب نے دیکھ لی اس دم درخشانی

کیا بیرِ معونہ وقف تُونے ساری ملت پر
یہ تھی اسلام کی خاطر عظیم الشّان قربانی

خطابِ خاص ذو النّورین کا بخشا گیا تجھ کو
ملیں جب تجھ کو دو لختِ دلِ محبوبِ ربانی

سخاوت بھی ہوئی مشہور تیری ساری دُنیا میں
بفضلِ حق ہوئی جب تیری دولت میں فراوانی

ہوئی جب فوجِ اعداء حملہ آور تیرے مسکن پر
دکھائی اس گھڑی حسنینؓ نے شانِ نگہبانی

پیا جامِ شہادت تُو نے کِس انداز سے آقا!
شہادت دے رہی ہیں آج تک آیاتِ قرآنی

ثنائے حضرتِ عثمانؓ کرلے آج اے انورؔ!
کہ محشر میں تیرے کام آئے گی یہ منقبت خوانی

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵ | ہفت روزہ خدام الدین لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱۹ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۳، ۲۳۸۱ - مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳-۶/۳-۲۰۶۷/D-D-A۹-۲۴ اگست ۱۹۶۳ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲-۶/۴۰/۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۷ء